صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز سوموار مورخہ 10 جنوری 2022ء بمطابق 6 جمادی الثانی 1443 ہجری بعد از دوپہر دو بجکر پینتیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، مشتاق احمد غنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ O وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ O وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O لَا یَسْتَوِیْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ O اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىٕزُوْنَ۔

(ترجمہ): ارشاد ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اس نے کل آخرت کے لئے کیا سامان کیا ہے۔ اللہ سے ڈرتے رہو، اللہ یقیناً تمھارے ان سب اعمال سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اپنے نفس بھلا دیا۔ یہی لوگ فاسق ہیں، دوزخ میں جانے والے اور جنت میں جانے والے کبھی یکساں نہیں ہو سکتے۔ جنت میں جانے والے ہی اصل کامیاب ہیں۔ و آخِرُ الدعَوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِینَ۔

<u>جناب سپیکر:</u> جزاکم اللہ۔

نشانزدہ سوالات اوران کے جوابات

<u>Mr. Speaker: Questions` Hour: Question No. 12601, Ms Shagufta Malik Sahiba.</u>

* 12601 _ <u>محترمہ شگفتہ ملک:</u> کیاوزیر عملہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیایہ درست ہے کہ صوبے میں کئی ریٹائرڈ ملازمین اہم منصبوں پر تعینات ہیں;

(ب) اگر(الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ پانچ سالوں میں کل کتنے ریٹائرڈ ملازمین کس قانون کے تحت، کن حکام کے احکامات پر کس کس محکمہ میں کن کن منصوبوں پر تعینات کئے گئے ہیں، نیز ریٹائرڈ تعینات شدہ ملازمین کے نام، محکمہ، شناختی کارڈ، سکیل، تنخواہ و دیگر مراعات کی مکمل تفصیل بمعہ تعیناتی آرڈرز فراہم کی جائے؟

<u>جناب محمود خان(وزیر اعلیٰ) جواب(وزیر برائے اعلیٰ تعلیم نے پڑھا):</u> (الف) جی ہاں، صوبے کے اندر تمام ریٹائرڈ شدہ ملازمین کے نام، شناختی کارڈ، سکیل، تنخوا و دیگر مراعات کی مکمل تفصیل لف ہے۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

<u>محترمہ شگفتہ ملک:</u> تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ یہ جو سوال میں نے کیا تھا، اس کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ Overall یہ معلوم ہو جائے کہ ریٹائرڈ ملازمین کس ڈیپارٹمنٹ میں کہاں پہ، ایک تو مجھے کمپلیٹ ڈیٹیل نہیں دی گئی ہے، باقی ڈیٹیل آپ دیکھیں، اس میں جو ملازمین ہیں، اس میں میجارٹی ہمیں Complaints ہیں کہ پی ڈی اے کے بہت سے ایسے ملازمین جو خود یہ Complaint کرتے ہیں کہ وہ سرکاری آفسرز کی بجائے آفیسرز کے گھروں میں ان کے رشتہ داروں کے ہاں، وہ ایک یا دو تعداد میں نہیں ہوتے وہ بہت زیادہ تعداد میں لوگوں کے گھروں میں ہوتے ہیں۔ جو ڈیٹیل میں نے مانگی ہے، یہ کمپلیٹ نہیں ہے۔ آپ اس میں تنخواہوں کو بھی دیکھیں کہ ایک ریٹائرڈ بندہ جو ہے وہ چار لاکھ سیلری لے رہا ہے، مجھے یہ بتایا جائے، یہ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہماری جو بے روزگار نوجوان نسل ہے، آپ دیکھیں بیروزگاری کے حوالے سے اگر ہم بات کریں تو روزانہ کی بنیاد پر ہمارے نوجوان احتجاج کرتے ہیں، اعلیٰ کوالیفائیڈ جو پی ایچ ڈی سٹوڈنٹس ہوتے ہیں وہ سارے کوالیفائیڈ لوگ بیروزگار ہیں، یہ چار لاکھ، ساڑھے چار لاکھ سیلری ایک ریٹائرڈ ملازم کو دیتے ہیں، تو مجھے یہ بتایا جائے کہ پالیسی کیا ہے، کیا یہ ریٹائرڈ ملازمین آپ کی پالیسی میں شامل ہیں؟

Mr. Speaker: Kamran Bangash, respond please.

جناب کامران خان بنگش (وزیر برائے اعلیٰ تعلیم): تھینک یو۔ میڈم کا جو کوسچن ہے اس کا جواب آ گیا ہے۔ انہوں نے ایک Generalized question پوچھا ہے، اس میں Clarity ضروری ہے۔ اگر آپ دیکھ لیں جو Highly technical departments ہیں، جیسے انرجی ڈیپارٹمنٹ یا KP-OGDCL، اس کے لئے ایک Required experience or expertise کی ضرورت ہوتی ہے، اس میں یہ Mention ہے لیکن As a general statement ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ گورنمنٹ کی کوئی ایسی پالیسی ہے کہ ہم ریٹائرڈ لوگوں کو Facilitate کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں، ایک Required expertise کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ Superannuation period جو ہوتا ہے جس میں ایک بندہ ریٹائرڈ ہو جاتا ہے، اس کے بعد بھی اس کی سروسز Hire کی جا سکتی ہیں کیونکہ اس کا ایک پورا Track record ہوتا ہے لیکن اس میں ضروری نہیں ہے، جیسے انہوں نے بات کی، چار ساڑھے چار لاکھ روپے لیکن پندرہ سو روپے ڈیلی ویجز پر بھی بندوں کو لیا گیا ہے، اگر ان کی Requirement ہے سر، بہت ہی لیڈر شپ پوزیشنز ایسی ہیں جن میں بڑے Young forward looking thriving لوگوں کو بھی لیا گیا ہے، اگر اس لسٹ میں آپ دیکھ لیں تو آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ KP-IT Board جس میں دوسری دفعہ جو بندہ لیا گیا ہے اس سے پہلے وہ اس ڈیپارٹمنٹ میں رہ چکا ہے، MP Scale کے مطابق ان کو لیا جاتا ہے۔ بہت ایسے ڈیپارٹمنٹس ہیں جن میں ہائر ایجوکیشن کے مختلف پراجیکٹس ہیں جن میں کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے کہ ہم ریٹائرڈ ملازمین کو لے سکیں لیکن جہاں پہ Concerned authority ہوتی ہے یا Concerned department ہوتا ہے، اس میں Specific expertise لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے، اس میں یہ Bar ختم کیا جا سکتا ہے، جیسے PEDO کی اگر بات کریں تو PEDO (amendment) Act, 2014، اس کو Empower کرتا ہے، اگر کوئی بندہ Superannuation period achieve کرنے کے بعد بھی اگر اس کی Expertise کی ضرورت ہو یا اس لیول کے Expertise جو ہیں وہ Available نہ ہوں تو Superannuation کے بعد Concerned laws ہیں جن میں ان کو Empower کیا گیا، Otherwise یہ کوئی Generalized policy نہیں کہ ہر ریٹائرڈ بندے کو Accommodate کیا جائے گا، اس میں بڑا ایک Level playing field ہوتا ہے، اگر Young expertise لوگ آ سکتے ہیں، Young blood آ سکتا ہے تو ہم Welcome کرتے ہیں، ہمارا ایجنڈا بھی یہی ہے، اگر نہیں ہے تو پھر ایک Certain expertise کے لئے ہمیں اگر

Superannuation period attain کرنے کے بعد بھی اس بندے کی ضرورت ہو تو ہم اس کو لے سکتے ہیں۔

Mr. Speaker: Thank you.

محترمہ شگفتہ ملک: جناب سپیکر، ایک سپلیمنٹری کرنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جواب تو آ گیا، اس کے بعد سپلیمنٹری آپ کر رہی ہیں، منسٹر صاحب نے جواب دے دیا ہے۔ جی نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، میں کہتی ہوں کہ منسٹر صاحب بڑے Intelligent ہیں اور اس ہاؤس کی رونق بھی ہیں، جواب وہ پورا اور مکمل طور سے دیتے ہیں لیکن جو لوگ ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں، XYZ جو بھی ہوں، انہوں نے پوری زندگی ایک سروس میں گزار لی اور اس کے بعد وہ ریٹائرڈ بھی ہو گئے، انہوں نے اپنی پنشن بھی لے لی تو وہ Career ریٹائرمنٹ کے بعد ختم ہو جاتا ہے، ہمارے ہاں جو بیروزگار بچے ہیں، ان کو کیوں نہیں لیا جاتا، بجائے اس کے کہ ریٹائرڈ لوگوں کو لیا جائے؟ ان کو Expertise چاہئیں، ان کی پالیسی ہے کہ ریٹائرڈ لوگوں کو لیا جائے، کل جب میں اسمبلی سے ریٹائرڈ ہو جاتی ہوں تو یہ آپ کا فرض بنتا ہے، آپ رولنگ دے دیں کہ میرے تجربے کو دیکھتے ہوئے مجھے دوبارہ اسمبلی میں As a Ex officio Member لیا جائے۔ جناب سپیکر صاحب، صرف کچھ لوگوں کے لئے یہ چیز نہیں ہونی چاہیئے، ریٹائرمنٹ کے بعد جب وہ اپنی سروس Enjoy کر چکے ہیں، پنشن بھی لے چکے ہیں، اس کے بعد ہمیں ایکسپرٹ بندہ کوئی نہیں ملتا ہے تو اس چیز پر مجھے اعتراض ہے کہ ہمارے بہت سے نوجوان ان پی ایچ ڈی ڈگری ہاتھ میں لیکر پھر رہے ہیں، وہ ایم اے کر چکے ہیں، ڈبل ایم اے والے لوگ کلاس فور کے لئے Apply کرتے ہیں کیونکہ ان کا روزگار نہیں ہے، اس بات پہ بھی گورنمنٹ کو غور کرنا چاہیئے۔

جناب سپیکر: آپ کی پارٹی آپ کی Expertise کو دیکھ کر، آپ اگر سو سال بھی ہو جائیں تو بھی وہ آپ کا نام ایم پی اے شپ کے لئے دے سکتے ہیں۔ جی ملک صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ملک: جناب سپیکر صاحب، میں نے اس وجہ سے پالیسی کی بات کی تھی، یہ جو کامران صاحب نے بات کی ہے، یہ جو Experience کی بات کر رہے ہیں، ہمارے جو نوجوان ہیں، کیا یہ ساٹھ سال تک پہنچیں گے؟ یہ بیروزگار رہیں گے، یہ جو Experience کی بات کر رہے ہیں، کیا یہ ادارے اتنے کمزور ہیں کہ یہ شخصیات پر چل رہے ہیں؟ یا تو ہمیں بتایا جائے کہ یہ ادارے کمزور ہیں، اگر شخصیات پہ ہیں، ساٹھ

سال کی عمر تک انہوں نے کونسے کارنامے سرانجام دیئے تھے کہ ساٹھ سال کے بعد پھر آپ ان لوگوں کو دوبارہ لیتے ہیں؟ یہ بڑی زیادتی ہے، میری گزارش ہے، اگر یہ آپ کی پالیسی نہیں ہے تو پھر آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کر دیں، پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے ریٹائرڈ ملازمین دوبارہ لئے گئے ہیں؟ آپ پندرہ ہزار کی بات کر رہے ہیں، آپ ایک لاکھ کی بات کریں، آپ چار لاکھ کی بات کریں، میں یہ بات کر رہی ہوں کہ یہ نوجوانوں کے ساتھ زیادتی ہے، ایک بندہ ریٹائرڈ ہو کر پھر بھی چار لاکھ روپے سیلری لے رہا ہے، یہاں روزانہ اسمبلی کے سامنے نوجوان بیروزگار احتجاج کرتے ہیں، آپ کی حکومت کی اگر پالیسی نہیں ہے، ٹھیک ہے، آپ اس کو کمیٹی میں ریفر نہ کریں۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: سر، دو چیزیں بڑی Important ہیں، ہمیں اس Answer کو دیکھنے کے بعد زیادہ Clarity آجائے گی، شگفتہ ملک صاحبہ کو بھی۔ اکتیس (31) ڈیپارٹمنٹس کی لسٹیں ہیں، اس میں صرف دو یا تین ڈیپارٹمنٹس میں یہ کہا گیا ہے، اگر پالیسی ہوتی تو Over arching ہوتی، پھر ہر ڈیپارٹمنٹ میں Applicable ہوتی، ایک تو اس کے سوال کا جواب ادھر سے آجاتا ہے۔ دوسرا جناب سپیکر، اکتیس (31) میں سے یہ جو تین ڈیپارٹمنٹس ہیں، ان میں بھی یہ نہیں ہے، یہ صرف اتنے لوگ ہیں، یعنی چھ اور پانچ، گیارہ اور ایک بارہ لوگ صرف جو ہیں وہ پورے صوبے کی جو ہماری اسٹیبلشمنٹ ہے وہ بارہ لوگوں پہ محیط نہیں، اس میں لاکھوں لوگ ہیں، Over arching کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے، جہاں پہ ہمیں Specific expertise کی جو انہوں نے بات کی، بالکل میں اس سے Agree کرتا ہوں، میں خود بھی Youth کا Representative ہوں، باقی جگہوں پہ Youth کے لئے بہت بڑی Opportunities ہیں، ان پوسٹوں پہ بھی ہے لیکن جہاں پہ ہمیں Highly experienced لوگوں کی ضرورت ہو سکتی ہے، انہوں نے جو بات کی، بالکل اس پہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بھی بات کر سکتی ہیں، ان کی Expertise کو ان کی Achievements کو بلایا جائے، منگوایا جائے، وہ ان کے پاس ایک اختیار ہے لیکن میں صرف پندرہ یا اٹھارہ لوگوں کے اوپر ہم یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ صوبائی حکومت کی یہ پالیسی ہے، بلکہ ان اٹھائیس (28) یا اکتیس (31) ڈیپارٹمنٹس میں بھی بہت زیادہ بڑی تعداد میں Youth بھی ہیں، Required expertise کے لوگ بھی ہیں، بہت بڑی تعداد میں۔

جناب سپیکر: تھینک یو، آگے چلیں۔

محترمہ شگفتہ ملک: سر،اس کو کمیٹی میں ریفر کریں۔

جناب سپیکر: کمیٹی میں وہ کہتی ہیں کہ ریفر کریں،وہ کہتے ہیں کہ جواب آگیا ہے۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: سر،یہ اٹھارہ (18)لوگوں کی جو بات ہے، میرے خیال سے میں شگفتہ ملک صاحبہ کو ریکویسٹ کروں گا کہ وہ اس کو Withdraw کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ PEDO کے اپنے قانون کے اندر بھی ہے،PEDO کا اپنا قانون ہے کہ جس کے اندر وہ Superannuation کے بعد لوگوں کو۔۔۔۔۔

وزیر برائے اعلیٰ تعلیم: سر، میری ریکویسٹ ہے کہ کمیٹی سے Withdraw کر لیں کیونکہ اکتیس (31) ڈیپارٹمنٹس میں اور کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: Withdraw کی ریکویسٹ کر رہے ہیں۔

محترمہ شگفتہ ملک: میری بھی ریکویسٹ ہے کہ کمیٹی میں ریفر کر دیں کیونکہ اگر یہ آپ سمجھتے ہیں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے Withdraw کی ریکویسٹ کر دی ہے، اگر آپ مان لیں تو اچھا ہے، نہیں تو پھر I will put it to voting. کیوں شگفتہ ملک صاحبہ؟

محترمہ شگفتہ ملک: ٹھیک ہے،آپ کی میجارٹی ہے،آپ کی جو مرضی ہے کر سکتے ہیں۔

Mr. Speaker: Thank you very much. Ms. Nighat Yasmeen Orakzai Sahiba, Question No. 12703.

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، ریکویسٹ تو یہ کرنی ہے کہ چونکہ احمد حسین شاہ صاحب نہیں ہیں اور۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر سید احمد حسین شاہ، معاون خصوصی برائے بہبود آبادی ایوان میں تشریف لے آئے)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: Okay، آ گئے۔۔۔۔۔

(قہقہے)

جناب سپیکر: آ گئے۔

* 12307 _ محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کیا وزیر بہبود آبادی ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ موجودہ حکومت نے ضلع اورکزئی (سابقہ فاٹا) محکمہ بہبود آبادی کے شعبے کے لئے ترقیاتی فنڈز مختص کئے ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(1) مذکورہ محکمے کے لئے کل کتنا فنڈ مختص کیا گیا ہے؛

(2) مذکورہ محکمے کو کتنا فنڈ ریلیز کیا گیا ہے؛

(3) مذکورہ محکمے نے کتنا فنڈ تاحال خرچ کیا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

<u>سید احمد حسین شاہ (معاون خصوصی برائے بہبود آبادی):</u> (الف) مخصوص طور پر ضلع اورکزئی (سابقہ فاٹا) محکمہ بہبود آبادی کے شعبے کے لئے کوئی ترقیاتی فنڈ مختص نہیں کیا گیا ہے، البتہ ایک ترقیاتی منصوبے کے تحت تمام ضم شدہ اضلاع کے لئے ایک AID کا مربوط منصوبہ 22-2019ء "موجودہ مراکز کو تقویت دینا" کے نام سے کل لاگت 58.000 ملین میں اکسٹھ (61) مراکز کے لئے ضرورت کی بنیاد پر منظور کیا گیا ہے جس میں دس مراکز اورکزئی کے بھی شامل ہیں۔

(1) محکمہ بہبود آبادی تمام ضم شدہ اضلاع بشمول اورکزئی کو اس منصوبے کے تحت اب تک کل 56.791 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(2) محکمے کو اس منصوبے کے تحت 56.791 ملین روپے ریلیز کے گئے ہیں جو کہ تمام ضم شدہ اضلاع میں ضرورت کے مطابق عام ادویات، مانع حمل ادویات، آلات جراحی اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔

(3) محکمے نے اب تک 35.784 ملین روپے خرچ کئے ہیں جس میں ضم شدہ اضلاع کے تمام اکسٹھ (61) مراکز بشمول دس مراکز اورکزئی کو عام ادویات، مانع حمل ادویات، آلات جراحی، فرنیچر، سٹیشنری اور سائن بورڈز وغیرہ فراہم کئے گئے ہیں، مزید عام ادویات اور مانع حمل ادویات کی خریداری پر کام جاری ہے۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب، میں نے ان سے ۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Supplementary, please.

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> میں نے ان سے اورکزئی ایجنسی کے بارے میں پوچھا ہے، جناب سپیکر صاحب، Contradictions جو ہیں وہ دو تین جگہوں پہ مل رہی ہیں. اگر آپ سوال کا جواب دیکھیں تو اس میں انہوں نے کہا ہے، میں نے پوچھا ہے کہ محکمہ بہبود آبادی نے اورکزئی کے لئے کوئی فنڈ مختص کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا ہے کہ نہیں، ہم لوگوں نے ترقیاتی فنڈز مختص نہیں کئے لیکن ایک اے ڈی پی تمام Merged area کے لئے ہم نے بنائی ہے جس کی کل لاگت جو بھی ہے، 2019-2022ء کے نام سے کل لاگت 58 ملین ضرورت کی بنیاد پر منظور کی لیکن پھر اس میں آگے جا کر یہ کہتے ہیں کہ بشمول اورکزئی اس کے تحت اب تک کل 56 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں، یہ ان کی Contradiction دیکھیں، محکمے

کو اس منصوبے کے تحت 56 ملین ریلیز کئے گئے ہیں جو کہ تمام ضم شدہ اضلاع میں ضرورت کے مطابق عام ادویات، مانع حمل ادویات، آلات جراہی اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ کئے جائیں گے۔ جناب سپیکر صاحب، میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ Contradiction ان کو ان کا ڈیپارٹمنٹ ہی دیتا ہے کہ پہلے یہ کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے اورکزئی کے لئے کوئی بھی پیسہ نہیں رکھا ہے اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں کہ نہیں ہم نے 56 ملین روپے رکھے ہیں اور اس میں ہم نے یہ یہ چیز ریلیز بھی کی ہے اور اتنا خرچ بھی کر دیا ہے۔ جب میں نے ان سے تفصیل پوچھی ہے تو تفصیل کچھ بھی نہیں ہے، انہوں نے یہ فرنیچر کونسی بلڈنگ کے لئے لیا ہے، کہاں پہ لیا ہے اور کونسی ایجنسی میں لیا ہے؟ جہاں پہ فرنیچر بھی ہے، جہاں پہ ادویات بھی انہوں نے رکھی ہیں، سٹیشنری بھی رکھی ہوئی ہے، سب کچھ کیا ہوا ہے، یہ تو پھر Contradiction-----

<u>Mr. Speaker:</u> Let's take the answer. Ji, Shah Sahib, respond please. Ahmad Hussain Shah Sahib.

<u>سید احمد حسین شاہ (معاون خصوصی برائے بہبود آبادی):</u> جناب سپیکر صاحب، میں شکریہ ادا کرتا ہوں، ہماری بہن نگہت اورکزئی صاحبہ اور جو پاپولیشن ویلفیئر کی سٹینڈنگ کمیٹی کی چیئر پرسن بھی ہیں، اکثر یہ ہماری مختلف میٹنگز کے اندر کھچائی کرتی رہتی ہیں، یہ جو جواب دیا گیا ہے کہ 56 ملین آپ کے صرف اورکزئی کے لئے نہیں بلکہ پورے Merged districts کے لئے ہیں، جس میں آپ کے بھی دس مراکز موجود ہیں، یہ Distributions کس طرح ہوتی ہے؟ ادویات اور باقی فرنیچر وغیرہ بھی وہ Equally بنیادوں کے اوپر سب کچھ دیا جاتا ہے تاکہ سب سینٹرز کے سٹینڈرڈ کو بہتر کیا جائے، اس کے اندر یہ سارا انہوں نے دیا ہوا ہے اور جو ابھی اخراجات نہیں ہوئے، ان کی بھی Advance payments کر دی گئی ہیں، ساتھ ان کی ادویات بھی آ رہی ہیں اور جو اس کی مانع حمل ادویات ہیں، کیونکہ ہم Cool procurement کرتے ہیں، ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ مل کر، تو وہ بھی Cool procurement میں چلے گئے ہیں، یہ سارے پیسے، ان شاء اللہ جنوری کے اندر ہی اس کا Expenditure بھی ہو جائے گا، آپ کے جتنے بھی مراکز ہیں Including آپ کے اورکزئی کے دس سٹیشنز ہیں، ان میں بھی سارا سامان پہنچا دیا جائے گا، ادویات بھی پہنچا دیں گے، بہر حال میری بہن ہے، ان کی میرا خیال ہے کہ 13 تاریخ کو میٹنگ بھی ہے کیونکہ چیئر پرسن یہ خود ہیں، وہاں پر میٹنگ میں آپ اس کو ایجنڈے پہ لائیں، اس کی ساری تفصیلات، کس سنٹر میں کیا کیا ہے؟ وہ آپ کو مہیا کر دیں گے، ان شاء اللہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> ٹھیک ہے، جی نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ محترمہ حمیرا خاتون صاحبہ، کوئسچن نمبر 12765۔ موجود نہیں۔ کوئسچن نمبر 12850، جناب خوشدل خان صاحب۔

* 12850 _ جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: کیا وزیر داخلہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ہمارا صوبہ دہشتگردی کی زد میں ہے، کئی پولیس تھانوں اور چوکیوں میں چار دیواری نہیں ہے جبکہ جن تھانوں اور چوکیوں کی چار دیواریاں ہیں وہ بھی ناکافی ہیں؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو صوبے کے تمام تھانوں اور چوکیاں جن کی چار دیواری نہیں ہے یا ناقص ہے، ان کی تفصیل تحصیل وائز فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) جواب (شوکت علی یوسفزئی وزیر محنت وثقافت نے پڑھا): حوالہ مذکورہ سوال:

(الف) جی ہاں، یہ درست ہے کہ ہمارا صوبہ دہشتگردی کی زد میں ہے، کئی پولیس تھانوں اور چوکیوں میں چار دیواریاں نہیں ہیں جبکہ تھانوں اور چوکیوں کی چار دیواریاں ہیں وہ بھی ناکافی ہیں، صوبے کے تمام تھانوں اور چوکیاں جن کی چار دیواریاں نہیں ہیں یا ناقص ہیں۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب، ډیره مننه۔ ان کا جواب ہے، میرا کوئسچن جو ہے کہ آیا یہ درست ہے کہ ہمارا صوبہ دہشت گردی کی زد میں ہے لیکن کئی پولیس تھانوں اور چوکیوں میں چار دیواری نہیں ہے جبکہ جن تھانوں اور چوکیوں کی چار دیواریاں ہیں وہ بھی ناکافی ہیں؟ جواب یہ دے رہے ہیں کہ جی ہاں، یہ درست ہے کہ ہمارا صوبہ دہشت گردی کی زد میں ہے، کئی پولیس تھانوں اور چوکیوں میں چار دیواریاں نہیں ہیں جبکہ جن تھانوں اور چوکیوں کی چار دیواریاں ہیں وہ بھی ناکافی ہیں، صوبے کے تمام تھانے اور چوکیاں جن کی چار دیواریاں نہیں ہیں یا ناقص ہیں۔ سر، آپ ان کے ساتھ جو Annexure لگایا گیا ہے، ڈسٹرکٹ پشاور کو آپ لے لیں جو کہ ڈسٹرکٹ پشاور ایسا ضلع ہے کہ پختونخوا کا دارالخلافہ بھی ہے، اب اس میں حالات دیکھیں، ہماری پولیس پوسٹ رینگ روڈ Boundary wall کی Condition بہت Weak ہے، آپ جہاں پر دیکھیں، No boundary wall، میں عرض کر رہا ہوں کہ This is very important Question, which is related to the security and safety of the security agencies, of the security personnel's، جب وہ بچے جو بھرتی ہو جاتے ہیں پولیس میں کانسٹیبل کی حیثیت سے یا کسی اور حیثیت سے، تو جب آپ ان کو تحفظ فراہم نہیں کرتے ہیں یا فراہم کرنے میں ناکام ہیں تو وہ کیا مطلب ہے؟ وہ تو

ہمارے اور اس ملک کے لئے، اس صوبے کے لئے، ان افسروں کے لئے وہ اپنی جانیں قربان کرتے ہیں، پھر آپ ان کے تحفظ کے لئے ایک چار دیواری بھی نہیں بنا سکتے، آپ ان کے لئے پولیس پوسٹ بھی نہیں بنا سکتے ہیں؟ یہ آپ کا بجٹ ہے، میں رات کو دیکھ رہا تھا، یہ جو ہمارا کرنٹ بجٹ ہے، اس میں آپ پولیس کا ملاحظہ کریں، ہوم ڈیپارٹمنٹ ہے پولیس، اب یہاں پر یہ لکھا ہے،

S. No. 874, Code No. 160,133. Infrastructure and Strengthening of Police Infrastructure Khyber Pakhtunkhwa.

اب یہ تو Ongoing schemes ہیں، آپ اندازہ لگائیں کہ ہماری حکومت کی یہ انٹرسٹ ہے یا اس سال کے لئے انہوں نے دو کروڑ روپے جو دیئے ہیں، اب سارے پختونخوا کے لئے دو کروڑ 95 لاکھ پر ہم کہاں کہاں پولیس پوسٹ بنائیں گے؟ اس کا مطلب ہے کہ چار دیواری بنائیں گے، اسی طرح اگر آپ دیکھیں، ملاحظہ فرمائیں، نیو پروگرام میں جو ہے، 22-2021ء میں ہے،

S.No. 887, Code No. 210542. Construction and Reconstruction, it is related to construction / reconstruction and rehabilitation of Police Stations in Khyber Pakhtunkhwa.

اب ان کے لئے جو نیو سکیم میں ہے، Total cost جو ہے وہ 1350 ہے، Allocation کو آپ ملاحظہ فرمائیں، 20-2021ء کے لئے جو Allocation ہے، Only that is sixty millions, sixty millions، چھ کروڑ، اگر حالات ایسے ہیں کہ ہم اتنے زیادہ پیسے رکھتے ہیں، رقم رکھتے ہیں، ان کی لاگت پھر اس میں چھ کروڑ، پشاور میں بھی ہماری نہ تو پولیس پوسٹ بنتی ہیں اور نہ پولیس سٹیشن، تو It is very important matter، میں تو یہ پریس نہیں کروں گا کہ اس کو کمیٹی میں بھیجیں کیونکہ یہ تو گورنمنٹ کے ساتھ Related ہے لیکن گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہ اس طرف توجہ دے۔ اس میں غریب لوگ ہیں، وہ اس میں ہمارے لئے قربانیاں دیتے ہیں، ان افسروں کے لئے قربانیاں دیتے ہیں، پھر ان کی رہائش کا یہ حال ہے، تنخواہ کا یہ حال ہے، ان کی سیکورٹی نہیں ہے، تو اس لحاظ میں، اس کو میں نہیں کہہ سکتا ہوں کہ میں یہ کہوں گا کہ وہ ان کے Fundamental rights ہیں، To give security، میری یہ دو تین باتیں ہیں، اگر اس پر مطلب ہے-----

<u>Mr. Speaker:</u> Akram Durrani Sahib, supplementary, please.

<u>جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف):</u> جناب سپیکر صاحب، خوشدل خان کا بڑا اہم سوال ہے، جس طرح رپورٹ دی گئی ہے، یہاں پر جواب دیا گیا ہے اور وہ بھی انتہائی شرمناک ہے کہ آج کل دوبارہ دہشت

گردی سر اٹھا رہی ہے، روزانہ کی بنیاد پر ہماری پولیس کے جتنے بھی کانسٹیبلز ہیں، اے ایس آئیز ہیں، محرر ہے، ان کو عام روڈوں پہ بھی ٹارگٹ کیا جا رہا ہے، اگر پورے صوبے کے لئے پولیس ڈیپارٹمنٹ کو صرف ان تھانوں کی جو ضرورت ہے، بلڈنگز کے لئے آٹھ کروڑ روپے، میرے خیال میں ٹوٹل جو خوشدل خان صاحب نے بتادیا ہے، آٹھ کروڑ روپے پر اگر آج آپ ایک چوکی بھی بناتے ہیں تو اتنی Cost بڑھ گئی ہے کہ اس پہ تو یہ کام نہیں ہو سکتا، اگر وہاں پر بیچارے وہ خود باہر بیٹھے ہیں، اس کی چار دیواری نہیں ہے تو وہ لوگوں کی کس طرح حفاظت کریں گے ؟ یہی وجہ ہے کہ پولیس ڈیپارٹمنٹ کا مورال گر رہا ہے، پشاور میں روزانہ کی بنیاد پہ آج بھی میرے گھر میں دو پارٹیاں آئیں، یہاں پر گلشن رحمان کالونی ہے، اس سے رات کے وقت ان کی گاڑیوں کو اغواء کیا گیا، چرایا گیا، پھر وہاں پر ان کو جو اطلاع دی جاتی ہے، (قطع کلامی) میرے خیال میں اگر وزراء کو گپ شپ سے روکا جائے تو اچھا ہوگا کیونکہ-----

جناب سپیکر: Order in the House, please. مفتی صاحب، اپنی سیٹ پہ جائیں، دونوں مفتی صاحبان اپنی سیٹوں پر جائیں۔

قائد حزب اختلاف: میرے خیال میں یہ اپنا کام مکمل کریں پھر ہم سے بات کرلیں گے-----

جناب سپیکر: دونوں مفتی صاحبان، پلیز، آپ کی باتوں کی وہاں سے یہاں آواز آرہی ہے، اپنی سیٹوں پر جائیں پلیز، ریاض صاحب کو اندر لے جائیں، وہاں بات کرلیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر صاحب، اگر وہ گپ شپ میں مصروف ہیں تو ہماری باتوں کو کون نوٹ کر رہا ہے ؟-----

جناب سپیکر: نہیں، وہ منسٹر صاحب کے پاس اپنے کاموں کے لئے گئے تھے۔

قائد حزب اختلاف: جواب کون دے گا؟ کوئی وزیر دے گا، بہت عجیب سا ماحول ہے-----

جناب سپیکر: منسٹر اکیلا ہے، دونوں طرف سے یہ باتیں کر رہے ہیں، ان کے ساتھ تو وہ شور یہاں تک آرہا رہے۔

قائد حزب اختلاف: آج میں نے کہا کہ یہاں پر پشاور میں جو بھی لوگ آتے ہیں، وہاں پر رات کو ان کی گاڑیاں گھر کے باہر ہر ایک آدمی کے، یہ نہیں کہ ان کے پاس مہمان ہیں تو وہ ساری گاڑیاں گھروں کے اندر ہوں، وہاں پر جب کھڑی ہوتی ہیں تو پھر جب صبح آتے ہیں تو گاڑیاں نہیں ہوتی ہیں، ایک میرے خیال میں پولیس کو اس پہ کام کرنا چاہیئے۔ ابھی وہاں پر جس نمبر پہ اس کو اطلاع بھی دیتے ہیں کہ آپ آٹھ لاکھ، نو لاکھ

روپے لیں، وہ نیٹ کو استعمال کرتے ہیں، ابھی پولیس والوں سے میں نے پوچھ لیا کہ وہ ان کے پاس کوئی ٹیکنالوجی نہیں ہے، نیٹ پہ جو ٹیلی فون آتا ہے، اس کو دیکھنے کے لئے کہ وہ نمبر اس کو، ایک تو پولیس کو یہ بھی سہولیات دی جائیں کہ اگر کوئی وہاں پر نیٹ کے ذریعے سے ان کو فون کرتا ہے تو کم از کم ان کے پاس اس کی ریکارڈنگ بھی ہو، وہ آدمی پیسے کی ڈیمانڈ بھی کر رہا ہے لیکن پولیس بے بس ہے، ان کے پاس کوئی اس طرح Technique نہیں ہے، میرے خیال میں اس پہ گورنمنٹ اس کا نوٹس لے، پولیس جو ہے آپ یقین کریں، اس پہ وہ بالکل کام کرنے سے قاصر ہے۔ میں ایک اور واقعہ بھی آپ کو اسی حوالے سے تو نہیں ہے، مری میں جو ہوا ہے، وہ بھی بڑا افسوسناک واقعہ ہے، اگر یہاں پر آپ کسی کو کہہ دیں کہ ان لوگوں کے لئے دعا بھی کر لیں، میرے خیال میں مری کی انتظامیہ کی طرف سے، پنڈی کی انتظامیہ کی طرف سے بڑی نااہلی ثابت ہوئی ہے کہ چند لمحوں کی خوشیوں کے لئے جو لوگ گئے تھے، وہ وہاں پر اپنی لاشوں کو بھی تقریباً ایک دن انتظار کر کے لائے تھے، اس پہ بھی آپ تھوڑی سی یہاں پر ہمدردی کے لئے چونکہ وہ بھی ہمارے صوبے سے ہیں اور ہمارے بھائی ہیں، جو افسوسناک واقعہ ہے، اس پہ بھی ضرور اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہیئے، اس پہ اظہار افسوس بھی ہونا چاہیئے۔

<u>جناب سپیکر:</u> مفتی عصام الدین صاحب، مری کے شہداء کے لئے دعا کرائیں۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب۔

<u>جناب سپیکر:</u> وہ بعد میں پہلے کوئسچنز آور ختم ہو جائے، دعا کے لئے انہوں نے کہہ دیا ہے تو پہلے دعا کر لیتے ہیں، باقی چیزیں بعد میں کرتے ہیں، Exactly کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر دعاء مغفرت کی گئی)

<u>جناب سپیکر:</u> کوئسچنز آور کے بعد پھر اس پر جو بھی کرتے ہیں، جی بابک صاحب، سپلیمنٹری پلیز۔

<u>جناب سردار حسین:</u> شکریہ جناب سپیکر صاحب، خوشدل صاحب نے بڑا اچھا کوئسچن لایا ہے، حکومت سے پوچھنا یہ ہے کہ 2008ء اور 2013ء کے درمیان عوامی نیشنل پارٹی اور پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں ہم نے سارے صوبے میں ماڈل پولیس سٹیشنز اور ماڈل پوسٹس بنانے کی جو سکیم شروع کی تھی، اپنے ہی دور حکومت میں ہر ایک ضلع میں دو دو، تین تین ماڈل پولیس سٹیشن ہم نے بنائے تھے، پولیس پوسٹ بنائی تھیں، حکومت اگر بتانا پسند کرے گی کہ وہ سکیم انہوں نے کیوں ختم کر دی؟ یہ بڑی ضروری سکیم ہے۔ جس طرح خوشدل خان نے بتایا کہ پولیس سٹیشن میں انویسٹی گیشن، آپریشن، وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں

ہے، وہاں کچن نہیں ہے، وہاں چار دیواری نہیں ہے، آفسز نہیں ہیں، شفٹنگ میں جو ہماری پولیس ہے وہ کام کر رہی ہے، شفٹنگ کے لحاظ سے ان کی Accommodations نہیں ہے، ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان آٹھ نو سالوں میں موجودہ حکومت نے پولیس کو یہ توجہ کیوں نہیں دی؟ اگر یہ بتانا چاہے تو۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Who will respond? Ji, Shaukat Yousafzai.

<u>جناب شوکت علی یوسفزئی (وزیر محنت وثقافت)</u>: اس میں شک نہیں کہ پولیس کا Role وہ انتہائی اہم رہا ہے، Specially جو بابک صاحب کا دور تھا، اے این پی کا دور تھا، پھر ایم ایم اے کا دور تھا، پھر ہمارا دور تھا، اس میں No doubt کہ پولیس نے بڑا اہم Role ادا کیا ہے، بڑی قربانیاں دی ہیں ہماری فورسز نے، لیکن جہاں تک تھانوں کی Boundary wall اور اس کی Requirements کا تعلق ہے، میں بالکل ان کے ساتھ Agree کرتا ہوں کہ مشکلات ہیں، یہ صرف یہ نہیں کہ اس میں ہمارے دور میں یہ سب کچھ ایسا ہوا ہے، پہلے جو بجٹ رکھا جاتا تھا اس سے ڈبل کر دیا گیا ہے، ٹرپل کر دیا گیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ Requirements اسی طرح بڑھتی جا رہی ہیں، ہمارے ساتھ فاٹا کا جو علاقہ ہے وہ Merge ہوا ہے، آدھا صوبہ ہمیں وہ ملا ہے، اس کے ساتھ ساتھ Resources تو ظاہر ہے Resources اسی طرح ہوتے ہیں، Resources کے مطابق ہم مثالی، اور جو انہوں نے بات کی، کچھ تھانے اس طرح ان کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش ہو رہی ہے، ماڈل تھانے بنائے جا رہے ہیں، کچھ جو Boundary wall کے ایشوز ہیں وہ حل کئے جا رہے ہیں لیکن میرے خیال سے جو Resources کی کمی ہے، سارے تھانے ایک ساتھ ہونا کافی مشکل ہے، یا تو پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ یہ اسمبلی سب کچھ کر سکتی ہے، بجٹ آئے اور ساری اسمبلی اٹھ کر کہہ دے کہ جی ہمیں کچھ اور نہیں چاہیئے، صرف یہی چاہیئے، تو وہ بھی ہو سکتا ہے، Possible ہے لیکن وہ فیصلہ اسمبلی کرے گی۔ مشکلات ہیں، میں بالکل ان کے ساتھ Agree کرتا ہوں، ہماری پولیس جس Condition میں رہ رہی ہے، ان کو بہتر ماحول دینا، چاہیئے تھانوں کے اندر بھی، باہر بھی ان کو، لیکن یہ دیکھیں کہ اس حکومت نے پولیس کی ٹریننگ اور مختلف جو پولیس کے Wings قائم کئے ہیں، اس پر بھی کافی خرچہ آیا لیکن بہتر سے بہتر تاکہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ Facilitate کیا جا سکے۔ اس حوالے سے، امن وامان کے حوالے سے، ذمہ داری ہم پوری کر رہے ہیں، ان کی تمام تر ضروریات تاکہ اس میں کوئی کمی نہ آئے لیکن ساتھ ساتھ جو انہوں نے نشاندہی کی ہے، بالکل آئندہ جب بجٹ آئے گا، مزید اس میں بہتری لائیں گے لیکن ابھی تک جو کیا گیا ہے، کافی بجٹ اس کے لئے رکھا گیا ہے، اس میں ہماری کوشش ہے، خواہش بھی ہے کہ پولیس کو بہتر رہائش کی جگہ بھی ملے، اکیلا یہ نہیں ہے، جو ریفارمز لائے جا رہے ہیں، اس

میں ہم نے یہ بھی Suggest کیا ہے، بلکہ کوشش یہ ہوگی کہ اس کو ہم Implement کریں۔ پولیس جو ہے، اس وقت اگر آپ دیکھیں چوبیس چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دے رہی ہے جس سے ان کی Performance definitely متاثر ہو رہی ہے، وہ بھی کوشش ہو رہی ہے کہ اتنی پولیس ہمارے پاس ہو کہ ہم ان کو آٹھ گھنٹے تک لے آئیں تاکہ ان کو پورا سونے کا ٹائم بھی ملے، ان کو اپنے بچوں کے ساتھ بھی ٹائم ملے، یہ ساری چیزیں بالکل ہم ریفارمز کے لئے ان تمام چیزوں کو ڈال رہے ہیں، ان کی سیلریز، ان کی رہائش، یہ ساری چیزیں ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر محنت وثقافت: تو میں بالکل ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس فورس کا ذکر کیا جس نے اس صوبے کے لئے بڑی قربانیاں دی ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: ویسے Boundary wall کا جہاں تک تعلق ہے، یہ اس کو Top priority دینی چاہیئے Because کئی جگہوں پہ کوئی آجاتا ہے، تھانے پہ Attack کرتے ہیں، یہ دیوار ہو تو پہلی رکاوٹ یہ بن سکتی ہے ان کے آگے، تاکہ پولیس کو اندر سنبھلنے کا موقع مل سکے، اپنی جانیں بچانے کا موقع مل سکے، اس کو Top priority دینی چاہیئے۔ جی خوشدل خان صاحب، ٹھیک ہے؟

جناب خوشدل خان ایڈوکیٹ: جی ہاں، ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker: Thank you very much. Question No. 13199, Inayatullah Khan Sahib.

* 13199 _ جناب عنایت اللہ: کیا وزیر داخلہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ دو سالوں کے دوران پشاور میں موبائل فون چھیننے اور چوری کے کتنے واقعات ہوئے ہیں اور کتنے واقعات کی رپورٹ درج ہوئی ہے؛

(ب) پولیس نے اب تک کتنے چوری شدہ موبائل برآمد کئے ہیں؛

(ج) حکومت نے گزشتہ دو سالوں کے دوران پشاور میں موبائل چوری میں ملوث کتنے گینگز کا پتہ لگایا ہے اور اس عرصے کے دوران کتنے چوروں کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) جواب (شوکت علی یوسفزئی وزیر محنت وثقافت نے پڑھا): بحوالہ مذکورہ سوال منجانب کیپٹل سٹی پولیس آفیسر پشاور. بحوالہ چھٹی نمبر 14050/GC مورخہ 2021-08-05 معروض

ہوں کہ ایس ایس پی انویسٹی گیشن پشاور نے اس سلسلے میں ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی ہے جو درجہ ذیل ہے۔

Year	Offence	No. of cases Registered	Accused involved	Accursed arrested	%age of arrest	No. of Mobile stolen	No. of Mobil recovered	%age of recovery
2020	Mobile theft	44	59	46	78%	58	48	83
	Mobile snatched	46	74	65	88%	46	40	87%
2021	Mobile theft	21	32	28	87%	21	18	86%
	Mobile snatched	44	72	55	76%	_	45	77%

جناب عنایت اللہ: سر، میں اس پہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو میں نے Mobile snatching کے حوالے سے بات پوچھی ہے، موبائل چوری کے حوالے سے بات کی ہے، Mobile snatching کے حوالے سے بات کی ہے کہ 2021ء کے دوران کتنے واقعات ہوئے ہیں؟ اور حکومت کی طرف سے، ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب آیا ہے، سچی بات یہ ہے کہ اس میں دو خامیاں ہیں، ایک تو یہ ہے کہ انہوں نے پورے سال کے دوران 58 موبائلوں کا ذکر کیا ہے، میں اس میں دو چیزیں آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں کہ ایک تو Under reporting ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہوتی ہے کہ جب لوگ جاتے ہیں اور رپورٹ کرتے ہیں تو ان کی رپورٹ درج نہیں ہوتی، مجھے یہاں گیلریز کے اندر ایک صحافی نے بتا دیا، میں ان کا نام بتانا مناسب نہیں سمجھتا کہ اکیس (21) روز کی مسلسل جدوجہد کے بعد میری ایف آئی آر درج ہوئی، میں Personally اتنے موبائل آپ کو گن سکتا ہوں کہ وہ Snatch ہوئے ہیں، وہ چوری ہوئے ہیں، آپ نے ان میں سے ایک کو بھی Recover نہیں کیا ہے۔ سر، یہ Mobile snatching اور موبائل چوری یہ بہت بڑا ایشو ہے، سچی بات یہ ہے کہ حکومت کے ہاں، پولیس کے ہاں اس کی Under reporting ہوتی ہے، اس کو کم ظاہر کیا جاتا ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ Smart phone کو Recover کرنا آج کے دور میں کوئی مشکل کام نہیں ہے، یہ تو ایک عام آدمی بھی Recover کر سکتا ہے لیکن Smart phone وہ چوری کرتے ہیں، Snatch ہو جاتا ہے اور وہ Recover نہیں کر سکتے، اس میں پولیس کے ہاں دو چیزوں کی ضرورت ہے، ایک یہ ہے کہ اس میں رپورٹنگ درست ہو اور ایف آئی آر درج ہو اور چیزیں ریکارڈ پہ آ جائے، پولیس لوگوں کو Facilitate کرے لیکن جو دوسرا ایشو ہے، وہ

Recovery کا ہے کہ Recovery میں پولیس کا نظام، انہیں مجھ سے زیادہ Experience ہے، میں اس کو بتانا نہیں چاہتا لیکن بہت زیادہ Slow ہے، بہت زیادہ Inefficient ہے، بالکل اس زمانے میں Smart phone کو Recover کرنا کوئی کام نہیں ہے لیکن یہ Recover نہیں کرتے، میں مزید اس سوال پہ توزور نہیں دوں گا، میں نے اپنے ریمارکس دے دیئے ہیں، پولیس کے لوگ اس کو وہ کریں لیکن جو میں بات کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ یہ پولیس کے اوپر سوال ہے، آپ کی اجازت سے جو سوال میں منسٹر صاحب سے کہنا چاہتا ہوں، میں اس پہ Written بھی لے آؤں گا، مجھے سعودی عرب سے Calls آ رہی تھیں، مسلسل دو تین روز سے اور ایک بندہ تھا، عبداللہ اس کا نام ہے، عبداللہ کا تعلق Basically صوابی سے ہے، اس کا چھوٹا بھائی جو ہے، نثار خان ولد دوست محمد، وہ تخت بائی میں موٹر سائیکل بارگین کا Owner ہے، وہ کہتا ہے کہ گیارہ دسمبر 2021ء کو تھانہ ساڑو شاہ کے ایس ایچ او نے میرے بھائی کو بارگین سے اٹھالیا اور وہ قتل ہوئے، ہم نے روڈ پہ ناکہ لگالیا، ہم نے روڈ کو بلاک کیا، ہمیں ایشورنس دلائی گئی کہ ان کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گی، کارروائی بھی ہو گی لیکن وہ کہتے ہیں کہ ابھی تک نہ ایف آئی آر درج ہوئی ہے نہ ہماری کوئی شنوائی ہوئی ہے، سر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی سیریس ایشو ہے-----

جناب سپیکر: یہ Police custody میں قتل ہوا ہے؟

جناب عنایت اللہ: یہ بندہ جو ہے یہ Owner ہے، ظاہر ہے کہ حقیقی پوزیشن کیا ہے، میں حکومت کو وقت دینا چاہتا ہوں لیکن میں مسئلے کو اس لئے اٹھانا چاہتا ہوں کہ میرا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ مجھے اگر کوئی Aggrieved person call کرتا ہے تو میں اس پورے صوبے کا نمائندہ ہوں، میں دیر کا نمائندہ صرف نہیں ہوں، میں پورے صوبے کا نمائندہ ہوں، میں حکومت کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس واقعے کو نوٹ کرے، پولیس کا Representative بھی اس واقعے کو نوٹ کرے، میں آپ سے ریکویسٹ کرتا ہوں کہ حکومت کل یا آج، آج اگر وقفے کے اندر دے سکتے ہیں تو آج نہیں کل ہمیں اس پہ رپورٹ دے کہ کیوں اس بندے کی ایف آئی آر درج نہیں ہو رہی ہے، کیوں اس کے خلاف کارروائی نہیں ہو رہی ہے، اصل ایشو ہے کیا؟

جناب سپیکر: شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت وثقافت: جناب سپیکر، انہوں نے بعد میں جو بات کی، ساڑو شاہ والی، اس کی تو فوری انکوائری کا حکم دیا جاتا ہے کہ یہ کل آپ کو ان شاءاللہ رپورٹ بھی پیش کریں گے کیونکہ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ Police custody میں ایک شخص جاں بحق ہوا ہو اور اس طرح۔۔۔۔۔

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ بندے کو بارگین سے اٹھا لیا گیا، جس تھانے کی حدود میں ہے اس تھانے والوں نے نہیں، دوسرے تھانے والوں نے اٹھا لیا ہے اور پھر اس کی مردہ لاش ملی۔

وزیر محنت وثقافت: ٹھیک ہے، اس کی جو بھی رپورٹ ہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: یعنی اٹھا کر تھانے والے لے گئے ہیں، پولیس اٹھا کر لے گئی ہے؟

جناب عنایت اللہ: میں اپنی پوری ڈیٹیل ان کو Forward کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈیٹیل آپ شوکت یوسفزئی صاحب کو دے دیں۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر محنت وثقافت: سر، کل اس اسمبلی میں وہ ڈیٹیل پیش کر دی جائے گی، میں اس کا بالکل آرڈر دیتا ہوں کیونکہ یہ اس طرح کی چیزیں تو برداشت نہیں ہونگی، دیکھو اگر پولیس کو ہم Facilitate کرتے ہیں، ان کی مشکلات کو حل کرنے اور یہ ایوان سارا اس بات پہ متفق بھی ہے، اس کے علاوہ اگر اس طرح کی غفلت ہوتی ہے، اس طرح کی زیادتی ہوتی ہے، یہ جو پولیس کی زیادتی ہے یہ تو کم از کم برداشت نہیں ہو گی، اس پہ ان شاءاللہ بالکل انکوائری ہو گی اور کل یہاں پہ رپورٹ پیش کی جائے گی۔ میرے بھائی نے سٹریٹ کرائمز کی بات کی، جناب سپیکر، وہ تو ڈیٹیل دی ہوئی ہے، ویسے ایف آئی آر کے لئے Online ایف آئی آر کا بھی کافی حد تک ہوا، اس کے بڑے اچھے ریزلٹس بھی آ رہے ہیں لیکن اگر کہیں پہ ایسا ہے کہ کوئی ایف آئی آر کے لئے جاتا ہے، اس کی ایف آئی آر درج نہیں ہوتی، ان کی شنوائی نہیں ہوتی، میں ریکویسٹ کروں گا کہ اس کا کوئی Written یا کچھ اس طرح کی کوئی چیز کیونکہ آئی جی کے دفتر میں باقاعدہ ایک سیل ہے، اس کی بات سنی جاتی ہے، وہاں پہ ایف آئی آر اگر کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ایک سیل ہے؟

وزیر محنت وثقافت: اگر کسی نے کی ہو اور پھر بھی ایکشن نہ لیا گیا ہو تو اب مجھے ڈیٹیل دی جائے، میں بالکل ان کے ساتھ ہوں کیونکہ میں نے جیسے کہا کہ پولیس فورس کو ہم ہر طریقے سے Well equipped کرنا چاہتے ہیں تاکہ امن وامان کی صورتحال پہ کوئی Compromise نہ ہو۔ اس کے علاوہ بھی اگر پولیس لوگوں کو Facilitate نہیں کر سکتی تو اس کا ضرور یہ اسمبلی پوچھے گی جناب سپیکر، اور ہم بھی پوچھیں گے۔

جناب سپیکر: .Thank you very much کوئسچن نمبر 13133، سراج الدین صاحب، (موجود نہیں)۔ کوئسچن نمبر 13184، ثوبیہ شاہد صاحبہ۔

* 13184 _ **محترمہ ثوبیہ شاہد:** (الف) آیا یہ درست ہے کہ صوبائی محکموں کی خالی آسامیوں پر ڈیپوٹیشن پر آفیسرز تعینات ہو سکتے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی محکموں میں خالی آسامیوں پر صوبائی خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے ڈیپوٹیشن کی اجازت ہے؛

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ مرکزی حکومت کے خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے بھی افسران صوبائی آسامیوں پر تعینات ہو سکتے ہیں؛

(د) اگر (الف) تا (ج) کے جوابات اثبات میں ہوں تو گزشتہ دو سالوں کے دوران کتنے افسران صوبائی اور مرکزی حکومت کے خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے صوبائی آسامیوں پر تعینات ہوئے ہیں، افسران کے نام اور جن جن محکموں میں تعینات کئے گئے ہیں، ان محکموں کے نام اور لسٹ فراہم کی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) جواب (جناب شوکت علی یوسفزئی وزیر محنت وثقافت نے پڑھا): جی ہاں، اگر سروس رولز میں گنجائش ہو، صوبائی حکومت کی پالیسی کے مطابق خود مختار اور نیم خود مختار اداروں کے ملازمین کسی بھی سول پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتے، البتہ اگر کسی جگہ ان کی بہت زیادہ ضرورت ہو تو متعلقہ محکمہ اور محکمہ خزانہ اور محکمہ عملہ کی باہمی مشاورت سے اس کی تعیناتی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

(ب) جی ہاں، صوبائی حکومت نے کچھ افسران جو کہ خود مختار اور نیم خود مختار اداروں کے ملازمین ہیں، تعینات کئے ہیں، مذکورہ لسٹ درج ذیل ہے:

List of Officers on deputation (Federal)

S. No.	Name of Officer	Service Group/Scale	Present Posting	Date of arrival in Khyber Pakhtunkhwa
BS-18				
1	Mr. Inamullah Khan	BS-18 FIA	OSD (E&AD) 28-10-2016	6-3-2014 extended up to 16-1-2021

2	Mr. Tufail Muhammad	(POF Wah BS-18)	DS Health 16-10-2018	2-11-2015
3	Lt. Col (Rtd) Taj Sultan	BS-18 Officer of Ministry of Defense	AIG (Prisons) Home and TAs Dep't: (12-2-2018) occupied the post of Prison Cadres	29-08-2014
4	Mr. Saifullah Zafar	Officer of NCHD BS-18	Services placed at the disposal of Food Safety and Halal Food Authority 28-10-2019	13-02-2017
5	Murad Ali	BS-18 Officer of National Book Foundation	PD Development of 1000 Sports Facilities Sports Dep't: 15-1-2020	1-1-2020
6	Muhammad Khaliq	LCS-PUGF BS-18/19	Special Secretary Chief Minister's Sectt: KP	04-09-2018
BS-17				
1	Mr. Behzad Sardar	NADRA BS-17	Dy: Dir: (Project Design and Appraisal Social Production) PDMA 22-1-2019	6-12-2018
2	Syed Iftikhar	BS-17 NADRA services	Dy: Dir: PDMA (Ex-Cadre Post)17-8-2019	5.8.2019

محترمہ ثوبیہ شاہد: تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ میں نے یہ کوسچن کیا ہے کہ آیا یہ درست ہے کہ صوبائی محکموں کی خالی آسامیوں پر ڈیپوٹیشن پر آفیسرز تعینات ہو سکتے ہیں؟ جواب میں آیا ہے کہ جی ہاں، اگر سروس رولز میں گنجائش ہو۔ جناب سپیکر صاحب، اگر رولز میں گنجائش ہو تو رولز میں تو گنجائش نہیں ہے، کیونکہ سپریم کورٹ کا Already order آیا ہوا ہے کہ جتنے بھی ڈیپوٹیشن کے لوگ ہیں، Two years, three years back وہ واپس آجائیں، سارے رولز ختم کر دیئے گئے ہیں کہ ڈیپوٹیشن پہ کوئی

نہیں جائے گا۔ سپریم کورٹ کاآرڈر تھا،اس کے بعد رولز میں چیلنج آچکی ہے، پھر بھی جواب مجھے یہ دیا گیا ہے۔ دوبارہ اس میں یہ ہے کہ آیا یہ درست ہے کہ صوبائی محکموں میں خالی آسامیوں پر صوبائی خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے ڈیپوٹیشن کی اجازت ہے؟ تو صوبائی حکومت یہ بتارہی ہے کہ پالیسی کے مطابق خود مختار اور نیم خود مختار اداروں کے ملازمین کسی بھی سول پوسٹ پر تعینات نہیں ہو سکتے، اگر نہیں ہو سکتے تو وہ رولز میں نہیں ہے، سپریم کورٹ کاآرڈر ہے۔ دوسرا البتہ اگر کسی جگہ ان کی بہت زیادہ ضرورت ہو تو کیا پاکستان میں لوگوں کی اور اس کی کوئی کمی آگئی ہے یا قابل لوگ نہیں ہیں جو ان کی ضرورت آئے گی، محکمہ خزانہ محکمہ عملے کی باہمی مشاورت یہ کونسا Rule آگیا؟ ہمارے اس نئے لاء میں اور اس سے باہمی مشاورت سے اس کی تعیناتی عمل میں لائی جاسکتی ہے اور اس کے ساتھ ایک لسٹ دی گئی ہے جس میں پی ٹی آئی کی گورنمنٹ ہے، پی ٹی آئی کی پچھلی گورنمنٹ میں ان کو تعینات کیا ہوا ہے، اپنی باہمی مشاورت کے مطابق رولز کو Cross کرکے سپریم کورٹ کے آرڈر کی خلاف ورزی کرکے، جناب سپیکر صاحب، یہ کیا ہے؟ اس طرح پھر (ج) میں میں نے ان سے کوسچن کیا ہوا ہے کہ آیا یہ درست ہے کہ مرکزی حکومت کے خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے بھی افسران صوبائی آسامیوں پہ تعینات ہو سکتے ہیں؟ تو اس کا بھی ہے کہ جی ہاں، اگر سروس رولز میں گنجائش ہو۔ سر، اس کو بھی آپ دیکھیں کہ یہ بھی نہ رولز میں گنجائش ہے لیکن اس فلور کے اوپر "جی ہاں" کا جواب دیا گیا ہے۔ دوسرا سپریم کورٹ کاآرڈر آیا ہوا ہے کہ کوئی بھی ڈیپوٹیشن پہ نہیں جائے گا، اسی حکومت نے کیا ہے، ان کی پچھلی حکومت نے کیا ہے۔ جناب سپیکر صاحب، پھر گزشتہ دو سال کے دوران کتنے افسران صوبائی اور مرکزی حکومت کے خود مختار اور نیم خود مختار اداروں سے صوبائی آسامیوں پر تعینات ہوئے ہیں؟ افسران کے نام اور جن محکموں میں تعینات ہیں، سر، یہ لسٹ آئی ہوئی ہے، آپ اس لسٹ کو دیکھیں، میری ریکویسٹ ہے کہ بہت بے قاعدگی ہوئی ہے، یہ کوسچن میرا آپ کمیٹی کو ریفر کریں تاکہ اس کی Proper شدید ضرورت ہے، اس اسمبلی کو بھی، ان ممبران کو بھی، سب کو پتہ بھی چل جائے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جن میں سے یہ پانچ سات، آٹھ لوگوں کے نام تو آئے ہیں لیکن میرے ساتھ جو حساب ہے، ڈھیر سارے لوگ ابھی بھی ڈیپوٹیشن پہ ہیں، ڈھیر سارے In progress ہیں، پرائیویٹ محکموں میں کام کررہے ہیں۔

Mr. Speaker: Ji Minister, respond please.

وزیر محنت وثقافت: ویسے تو اس صوبے میں ڈیپوٹیشن پہ بہت کم لوگ ہیں، چونکہ یہ اسٹیبلشمنٹ والے کرتے ہیں، بالکل ان کی بات جو ہے کسی حد تک درست ہے کہ اس طرح کوئی Confirm rules نہیں

ہیں لیکن یہ ابھی سے نہیں، یہ شروع میں تو بہت زیادہ تھے، اب تو کم ہو گئے ہیں، اب تو ہم نے بہت کم کر دیئے ہیں۔ اگر یہ اپنے کوئسچن میں سنجیدہ نہیں ہیں، میرے خیال سے پھر اس کوئسچن کو لینا بھی نہیں چاہیئے۔

جناب سپیکر: نہیں، ثوبیہ بی بی، سپلیمنٹری کیا ہے؟ What is your supplementary question?

وزیر محنت وثقافت: سر، انہوں نے منہ بند کیا ہے، آواز ان کو کانوں تک نہیں آ رہی، مجھے یہاں آ رہی ہے۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: سر، کان میرے کھلے ہوئے ہیں، منہ میرا بند ہے، میں اچھے طریقے سے بول رہی ہوں اور۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سپلیمنٹری تو بتائیں، آپ کیا چاہتی ہیں؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: منسٹر صاحب کو سمجھ آ بھی آ رہا ہے لیکن اس کا منہ کھلا ہوا ہے، اس کی آواز نکل نہیں رہی تو میں کیا کر سکتی ہوں؟

جناب سپیکر: آپ سپلیمنٹری بتائیں تاکہ میں منسٹر صاحب سے جواب لوں۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب، اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے، آپ خود اس Answer اور اس کوئسچن کو اردو میں پڑھیں۔

جناب سپیکر: بس انہوں نے جواب دے دیا، You are satisfied?

محترمہ ثوبیہ شاہد: نہیں، جواب یہ نہیں ہے، اس کوئسچن کو آپ کمیٹی میں بھیجیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے بتایا کہ قانون میں جو ہے، وہاں ٹوٹل یہ چھ اور دو، آٹھ لوگ ہیں جو اس وقت ڈیوٹی پہ ہیں۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب، سپریم کورٹ کا آرڈر آیا ہوا ہے، رولز ختم ہو چکے ہیں، ہمارے پورے صوبے چاہے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی منسٹر صاحب، یہ کہتی ہیں کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے حوالے کریں۔

وزیر محنت وثقافت: سر، یہ میں نے عرض کیا ہے، ذرا آپ سنیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سن لیں، جی منسٹر صاحب۔

وزیر محنت وثقافت: نہیں، میں ثوبیہ کو سنانا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر، دیکھیں یہ ضرورت کے تحت ہوتی ہے، اس طرح کی اپوائنٹمنٹ یا پوسٹنگ، ٹرانسفر، یہ ضرورت کے تحت ہوتے ہیں جو بہت زیادہ رولز میں

نہیں ہے۔ بالکل ان کی بات صحیح ہے، ڈیپارٹمنٹ نے بھی Accept کیا ہے لیکن یہ پریکٹس کوئی ہمارے دور میں نہیں ہوئی ہے، یہ پریکٹس خوشدل خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، عنایت اللہ صاحب بیٹھے ہیں، یہ بہت عرصے سے ہو رہی ہے، پہلے بہت زیادہ ہوتی تھی، ڈیپوٹیشن اب ہم نے کم کر دی ہے، یہ بالکل ان کی بات درست ہے، کوشش یہ ہو رہی ہے کہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو ہی موقع دیا جائے، یہ بالکل صحیح بات ہے، میں اس سے Agree کرتا ہوں، اگر یہ کمیٹی میں بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے، اس کو بالکل بھیجا جائے لیکن Already ڈیپوٹیشن پہ بہت کم لوگ ہیں، وہ وہاں پہ ہیں جہاں ان کی ضرورت ہے، ضرورت کے تحت ہو سکتا ہے، اس میں چونکہ فنانس Involve ہوتا ہے، فنانس کی مشاورت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر: یہ بھی Identical Question ہے جو پہلے خوشدل خان صاحب نے کیا تھا، اسی سے ملتا جلتا یہ بھی ان کا ہے، وہی Expertise کی بنیاد پہ ادارے لیتے ہیں لوگوں کو، اس کا Answer پہلے آ چکا ہے۔

وزیر محنت وثقافت: جی سر، بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ محترمہ بصیرت خان صاحبہ، کوسچن نمبر 13391۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا جواب آ گیا۔

محترمہ ثوبیہ شاہد: نہیں جی، نہیں آیا۔

جناب سپیکر: ووٹنگ کراؤں؟ ٹھہریں بصیرت خان صاحبہ، ایک منٹ، اب آپ بتائیں کیا چاہتی ہیں ثوبیہ بی بی؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر، اگر نہیں ہے، منسٹر صاحب نے خود ہی Accept کر لیا کہ رولز میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا، آگے مجھے بتائیں، کیا کروں میں؟

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر صاحب، منسٹر نے خود Accept کیا اپنے محکمے کے لوگوں کو، اس ایوان کو، آپ کی کرسی کو اگر یہ ہے کہ کمیٹی میں بیٹھ سکتے ہیں تو ووٹنگ کرا دیں اگر نہیں بیٹھ سکتے تو ہم تو اپنی آواز تو وہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: So, I will put this Question to vote.، چلیں ووٹنگ کرا لیتے ہیں، Okay شوکت یوسفزئی صاحب، وہ کہتی ہیں کہ اس پہ سٹینڈنگ کمیٹی کے لئے ووٹنگ کرالیں۔

The question before the House is that: the Question No. 13184 may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it-----

محترمہ ثوبیہ شاہد: جناب سپیکر، اس کو کمیٹی میں بھیجیں۔

وزیر محنت وثقافت: چغې خو مه وهه کنه، میں اس کو ناراض نہیں کرنا چاہتا اس اسمبلی میں، اگر یہ اس پہ خوش ہوتی ہیں جناب سپیکر، اس کو بھیج دیں۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Is it the desire of the House that the Question No. 13184 may be referred to the concerned Committee? Those who are in favour of it may say ‘Ayes’ and those who are against it may say ‘Noes’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The Question No. 13184 is referred to the concerned Committee. Ji, Baseerat Khan Sahiba, Question No.13391.

* 13391 _ محترمہ بصیرت خان: کیا وزیر صحت ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ضم قبائلی اضلاع میں اے آئی پی پروگرام کے تحت نرسوں کو بھرتی کیا گیا ہے؛

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو:

(i) مذکورہ پروگرام کے تحت کل کتنی نرسوں کو بھرتی کیا گیا ہے، اس کی تفصیل ضلع وائز فراہم کی جائے؛

(ii) تمام بھرتی شدہ نرسوں کی درخواستیں، شناختی کارڈ، ڈومیسائل، تعلیمی اسناد، بھرتی آرڈر، موجودہ پوسٹنگ آرڈرز اور اخباری اشتہارات کی نقول فراہم کی جائیں، نیز ان بھرتی شدہ نرسوں کا بنیادی سکیل اور مذکورہ بھرتی کے لئے قائم سلیکشن کمیٹی کے ممبران کے ناموں کی تفصیل بھی فراہم کی جائے؟

جناب تیمور سلیم خان (وزیر صحت): جی ہاں، یہ درست ہے کہ ضم شدہ قبائلی اضلاع اے آئی پی پروگرام کے تحت چار سو اکیاسی (481) نرسوں کو بھرتی کا عمل پورا کیا گیا تھا مگر مختلف عوامی نمائندوں کے اعتراضات کی روشنی میں ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد درجہ بالا تعیناتی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ مذکورہ پروگرام کے تحت چار سو اکیاسی (481) نرسوں کو

بھرتی کا عمل پورا کیا گیا تھا۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔ تمام بھرتی شدہ نرسوں کی درخواستیں، شناختی کارڈ، ڈومیسائل، تعلیمی اسناد، بھرتی آرڈر اور اخباری اشتہار کی تفصیل لف ہے۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔ مزید برآں مذکورہ نرسوں کو فکس تنخواہ پر بھرتی کیا گیا تھا، بھرتی کے لئے قائم سلیکشن کمیٹی کے ممبران کے نام درج ذیل ہیں:

نمبر شمار	نام	محکمہ	عہدہ
01	نیاز محمد	ڈی جی ہیلتھ سروسز خیبر پختونخوا	پراجیکٹ ڈائریکٹر /چیئرمین
02	شیر عالم	ڈپٹی سیکرٹری محکمہ صحت خیبر پختونخوا	ممبر
03	احمد کمال	ڈپٹی سیکرٹری محکمہ انتظامی امور خیبر پختونخوا	ممبر
04	فاروق احمد	سیکشن آفیسر محکمہ مالی امور خیبر پختونخوا	ممبر
05	فرید اللہ	ڈپٹی ڈائریکٹر نرسنگ محکمہ صحت خیبر پختونخوا	ممبر

محترمہ بصیرت خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ میرا کوسچن تھا کہ کیا وزیر صحت ارشاد فرمائیں گے کہ آیا یہ درست ہے کہ ضم قبائلی اضلاع میں اے آئی پی کے تحت۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں، سپلیمنٹری کو کسچن کریں، Answer تو یہ Understood ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے پڑھ لیا ہے۔ اب آپ جس چیز سے مطمئن نہیں ہیں، وہ کوسچن بنا کر Put کریں تاکہ ہم منسٹر صاحب سے جواب لیں۔

محترمہ بصیرت خان: اچھا۔ جناب سپیکر صاحب، یہاں پر جو Answer آیا ہے، اس میں کہا گیا ہے کہ چار سو اکیاسی (481) نرسز کی بھرتی کا عمل پورا کیا گیا تھا مگر مختلف نمائندوں کے اعتراضات کی روشنی میں ایک تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی جس کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد درجہ بالا تعیناتی کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا۔ جناب سپیکر صاحب، اسی میں میرا اسپلیمنٹری کوسچن ہے، چونکہ میں نے جو ڈیٹیل مانگی تھی، وہ منسٹر صاحب اور ان کے محکمے نے مجھے وہ ڈیٹیل اسی طرح As it is دی ہے، اسی میں میرا کوسچن ہے، اگر اس کی ایڈورٹائزمنٹ آپ دیکھ لیں، اس میں لکھا گیا ہے کہ Domicile holding Khyber Pakhtunkhwa, preferably merged districts، اب اس کے Against

اگر دیکھ لیا جائے، اگر Preferably merged districts ہیں، ہم یہ انکار نہیں کرتے کہ یہ خیبر پختونخوا کے لئے بھی تھا لیکن Preferably merged districts تھا، اس کے برعکس جو ڈیٹیل دی گئی ہے، پورے خیبر ضلع سے ایک بندے کو لیا گیا ہے جبکہ اس کے برعکس سوات سے ایک سو اسی (180) لوگوں کو لیا گیا ہے، پھر اگر آپ نارتھ وزیرستان میں دیکھیں تو وہاں سے بھی ایک بندے کو لیا گیا ہے، اس کے برعکس اگر آپ دیکھیں، لوئر دیر سے انہتر (69) لوگوں کو لیا گیا ہے، اگر 'Preferably' word کا یہی مطلب تھا کہ Merge districts سے آپ نے ایک ایک بندے کو ہی لینا تھا تو پھر یہاں پر Preferably word لکھنا ہی نہیں چاہیئے تھا۔ دوسرا، یہاں پر میری منسٹر صاحب سے یہ ریکویسٹ ہے کہ چار مہینے گزرنے کے باوجود یہاں پر جو کمیٹی بنی تھی، چار مہینے گزر گئے ہیں لیکن ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی، کیا یہ لوگ جو Holding پر ہیں، کیا انہی لوگوں کو لیا جائے گا یا یہ دوبارہ سے ریکروٹمنٹ ہوگی، دوبارہ سے Re advertise ہونگے ؟ شکریہ۔

Mr. Speaker: Ji, honourable Minister for Health, Taimoor Khan.

جناب وقار احمد خان: جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وقار خان، سپلمنٹری پلیز۔

جناب وقار احمد خان: شکریہ، جناب سپیکر صاحب۔ جس طرح میری بہن نے کہا کہ Four hundred eighty one candidates کی سلیکشن ہوئی ہے، ابھی تک ان کا وہ Finalize نہیں ہوا ہے، وہ Scrutiny نہیں ہوئی، اتنا عرصہ گزر گیا اور وہ بیچارے ذلیل ہو رہے ہیں، کبھی ادھر آ کر احتجاج کر رہے ہیں کبھی ادھر جا کر احتجاج کر رہے ہیں، گورنمنٹ سے میری اپیل ہے کہ ان کو اپوائنٹمنٹ لیٹر ایشو کیا جائے۔

Mr. Speaker: Okay.

جناب وقار احمد خان: یہ میری ریکویسٹ ہے کہ ان کو اپوائنٹمنٹ لیٹر ایشو کیا جائے۔

جناب سردار خان: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی سردار خان صاحب، سپلمنٹری۔

جناب سردار خان: جناب سپیکر صاحب، ضم شده اضلاع کښې د هیلته په محکمه کښې د نرسنګ د پاره چې کومه انټرویو، اخباري اشتهارات شوی دی، د هغه اخبار اشتهار د ډیپارټمنټ مطابق هغوی د KP صوبه چې د ه هغې اشتهار د ټولو

د پاره کړے دے ، ضم شده اضلاع ئے په هغې کښې یوازې نه دی حساب کړی، نو زما تاسو ته دا درخواست دے چې صوبائی حکومت وزیر اعلیٰ صاحب د دې د پاره انکوائری ایښودې وه، هغه انکوائری رپورټ که راغلے وی نو درې ځلور میاشتې اوشوې۔ ----

جناب سپیکر: چلیں آپ کا پوائنٹ آگیا. But this is not supplementary جی نعیمہ کشور صاحبہ۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: شکریہ جناب سپیکر صاحب، میرا سپلمنٹری یہ ہے کہ ہم سب سارے ضم اضلاع کے ممبران نے احتجاج کیا تھا، منسٹر صاحب نے انکوائری کمیٹی بنائی تھی، اس انکوائری کمیٹی کی رپورٹ کب تک آئے گی، اسمبلی میں پیش ہو گی کہ نہیں، اس پر عمل درآمد ہو گا کہ نہیں؟ میری ایک چھوٹی سی ایک اور ریکویسٹ ہے، اگر آپ ایک منٹ دیدیں، 8 تاریخ کو مردان میں ایک واقعہ ہوا تھا، ہماری اسمبلی کا ایک رپورٹر ہے وہ ہمارے محتسب کے سامنے پیش ہوئے تھے، اس پر کچھ شرپسند عناصر نے حملہ کیا تھا، اس میں وکیل، ہمارے رپورٹر اور کچھ ہمارے جو صحافی حضرات تھے وہ زخمی بھی ہوئے تھے، اس کی ایف آئی آر بھی ہے، منسٹر صاحب کو میں دونگی، اس کی انکوائری کریں، اس کو Expedite کریں کیونکہ ہمارے سینئر صحافی اور اس کے وکلاء، محتسب اس میں زخمی ہوئے۔----

جناب سپیکر: وہ آپ شوکت یوسفزئی صاحب کو دے دیں۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: میں اس کے حوالے کرونگی، آپ ذرا منسٹر صاحب کو کہیں کہ اس کی انکوائری کریں۔

جناب سپیکر: شوکت یوسف زئی صاحب، مردان کے واقعے پر آپ انکوائری کروادیں، کسی صحافی کے اوپر یہ کہتی ہیں۔

Ji, Taimur Saleem Sahib, respond please, original Question.

جناب تیمور سلیم خان (وزیر خزانہ): جناب سپیکر، تصویر کے دونوں رخ وہ سپلیمنٹری میں ظاہر ہو گئے، میں اس پہ ڈیٹیل میں بات نہیں کرنا چاہونگا، دو تین چیزیں ہیں اور جو انکوائری رپورٹ تھی، اگر کسی کا گلہ ہے کہ اس پر ٹائم زیادہ لگا ہے تو وہ بالکل بجا ہے Unfortunately کیونکہ انکوائری رپورٹ کو ہم Influence نہیں کر سکتے، تو وہ جب آئے گی ہم اس کو ان شاء اللہ Public کریں گے، یہ کمٹمنٹ ہے۔ میں نے Informally concerned secretary کو کہا تھا، ریکویسٹ کی تھی کہ آخری ہفتے میں، یہ

جو ہفتہ گزر گیا ہے کہ اس کو Finalize کر دیں اور I hope کہ اس ہفتے میں وہ ہو جائے گی۔ میں ریکویسٹ کرونگا، یہاں پر چونکہ اسمبلی میں موجود افسران کو دیکھتے ہوئے پی اینڈ ڈی سے کوئی ہے؟ چلیں جو فنانس کے Representative ہیں وہ پلیز سیکرٹری پی اینڈ ڈی کو بتادیں کہ وہ انکوائری رپورٹ فائنل کر دیں، According to my information، اس پہ اسی ہفتے کام ہوا ہے، میں صرف On the record یہ دو تین چیزیں وہ دوبارہ سے لاؤں گا۔ جن لوگوں نے ہیلتھ میں یہ کام کیا تھا، بالکل کوشش کی تھی کہ میرٹ پہ ہو، مجھے امید ہے کہ انکوائری رپورٹ میں بھی یہ نکل جائے گا، نمبر ایک۔ نمبر دو یہ کہ یہ جو ابھی ہم دیکھ رہے ہیں، یہ Delay اگر وہ میرٹ پہ ہوا تو یہ ابھی نقصان قبائلی اضلاع کے لوگوں کا ہے، جب ہم کبھی کبھی زیادہ شور کرتے ہیں، جب ایک چیز صحیح بھی ہوتی ہے، اس سے پھر اگر نتیجہ ایسے نکل جائے کہ ایک اچھا کام اگر رک جائے تو پھر اس کا Impact تمام پہ ہی ہوتا ہے۔ تیسری چیز، جو میرے ملاکنڈ ڈویژن کے بھائیوں نے بھی گلے کئے ہیں وہ بھی صحیح ہیں، کیونکہ اگر کام صحیح ہے تو پھر اس کا کوئی راستہ نکالنا چاہیئے۔ ہمارے ذہن میں دو تین پالیسی آپشنز ہیں، ان شاء اللہ جیسے انکوائری رپورٹ سامنے آئے گی ہم کوشش کریں گے کہ اس پر Implementation جلدی کریں۔ ایک بار پھر میں صرف یہ کہوں کہ اگر ان Four hundred eighty one positions میں ہم پہلے سارے ان لوگوں کو ترجیح دیتے جو قبائلی اضلاع سے Qualify ہوئے تھے جو کہ میرے خیال میں کرنا چاہیئے تھا، جس کے لئے ڈی جی ہیلتھ نے ایک خط بھی لکھا لیکن وہ جو ہیلتھ کی اور اسٹیبلشمنٹ کی Internal recruitment committee ہوتی ہے، انہوں نے Reject کر دیا، اس میں منسٹر کا کوئی کام نہیں ہوتا لیکن اگر وہ سارے پہلے Accommodate ہوتے تو Four hundred eighty one میں صرف One hundred forty یا One hundred fifty posts fill ہوتیں، ہماری پچھتر (75) فیصد یا اس سے زیادہ جو آج کل پروڈکشن ہوتی ہے نرسز کی، وہ ملاکنڈ ڈویژن سے ہی ہوتی ہے، یہ میں On the record لانا چاہتا ہوں، میرے خیال میں اس پہ کال اٹنشن نوٹس بھی ہے، زیادہ ڈیٹیل میں اس پہ ابھی بات نہیں کرتے۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ٹھیک ہے۔

<u>وزیر خزانہ:</u> But یہ Facts میں On the table لانا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر: ذرا آفیسرز کا Attendance record چیک کریں، جس جس ڈیپارٹمنٹ کے آفیسرز نہیں آئے، چیف سیکرٹری کو Displeasure note بھیجیں اور ایڈیشنل سیکرٹری سے کم اگر کوئی آفیسرز ہیں تو وہ بھی میرے نوٹس میں لائیں، اس ریکارڈ کو بھی سیکرٹری صاحب چیک کریں۔ بصیرت خان صاحبہ، جواب تو آگیا، ٹھیک ہے؟

محترمہ بصیرت خان: ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker: Thank you. Question No. 13286, Ikhtiar Wali Sahib.

* 13286 _ جناب اختیار ولی: کیا وزیر عملہ ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں حکومت نے خیبر پختونخوا احتساب کمیشن قائم کیا تھا;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو احتساب کمیشن کن وجوہات پر ختم کیا گیا، ختم ہونے کی وجوہات بتائی جائیں، نیز اس کمیشن نے کن کن کے خلاف کارروائی کی سفارش کی تھی اور وہ کارروائی کس عمل میں لائی گئی، اگر جواب نفی میں ہو تو وجہ بتائی جائے؟

جناب محمود خان (وزیر اعلیٰ) جواب (جناب شوکت علی یوسفزئی وزیر محنت و افرادی قوت نے پڑھا):

(الف) جی ہاں، خیبر پختونخوا احتساب کمیشن ایکٹ 2014ء کے تحت احتساب کمیش خیبر پختونخوا کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔

(ب) احتساب کمیشن کو صوبے میں دیگر صوبائی و وفاقی انسداد بدعنوانی کے اداروں مثلاً قومی احتساب بیورو (نیب)، صوبائی انسپکشن ٹیم (پی آئی ٹی)، محکمہ انسداد بدعنوانی خیبر پختونخوا، گورنرز انسپکشن ٹیم (جی آئی ٹی)، ایف آئی اے وغیرہ کی موجودگی اور محکمہ انسداد بدعنوانی خیبر پختونخوا کو مضبوط کرنے کے لئے ختم کیا گیا، مزید یہ کہ احتساب کمیشن ایک خود مختار ادارہ ہونے کی وجہ سے کسی بھی ادارے کو سفارشات پیش نہیں کرتا تھا، تاہم اس کے خاتمے کے نتیجے میں کل پانچ سو اکیاون (551) شکایات، انکوائریاں خیبر پختونخوا احتساب کمیشن منسوخی ایکٹ 2018ء کے تحت صوبائی محکمہ انسداد بدعنوانی کو منتقل ہوئی تھیں جن میں سے تین سو پچانوے (395) شکایات، انکوائریاں نمٹا دی گئی ہیں اور باقی ماندہ ایک سو پچاس (150) شکایات، انکوائریاں بھی جلد نمٹا دی جائیں گی۔

جناب اختیار ولی: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ تھینک یو، جناب سپیکر۔ میرا سوال آپ نے دیکھ لیا کہ خیبر پختونخوا حکومت نے 2014ء میں ایکٹ کے تحت احتساب کمیشن بنایا تھا، مذکورہ کمیشن 2015ء میں ایک سال کے بعد پھر ختم کر دیا گیا تھا، اس کے ڈائریکٹر جنرل صاحب جو تھے، ڈی جی احتساب کمیشن وہ

مستعفی ہو گئے تھے۔ میرا سوال بڑا Simple اور بڑا آسان تھا کہ اس احتساب کمیشن نے کس کس کے خلاف Recommendations دی تھیں، کس کس بندے کا نام اس فہرست میں آیا تھا؟ کیونکہ میرے علم کے مطابق اس وقت کے وزیر اعلیٰ، ان کے وزراء اور اس کے علاوہ کافی سینیئر بیوروکریٹس کے اس میں نام شامل تھے لیکن مجھے جو جواب بھیجا گیا ہے، وہ ایک بہت بڑا پلندہ ہے۔ اس میں جو میرا سوال تھا، اس کا کوئی Relevant جواب نہیں دیا گیا۔ احتساب کمیشن جس پہ کروڑوں روپے اور اربوں روپے خرچ ہوئے، آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ریکارڈ پر ہے، پھر آڈیٹر جنرل کی کئی رپورٹیں بھی ریکارڈ پہ ہیں کہ اس میں جہاں پہ کروڑوں روپے کا خرچہ کیا گیا، بعد میں At the end of the day ہمارے وزیر باتدبیر شوکت یوسفزئی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی ایک ہی Statement آئی تھی کہ احتساب کمیشن، صوبائی احتساب کمیشن کوئی فائدہ عوام کو نہیں دے رہا تھا، لہذا ہم نے اس کو بند کر دیا، تو جناب سپیکر، میرا بڑا Humble سوال ہے، بڑا سادہ سا سوال ہے کہ احتساب کمیشن کا ادارہ یہ کوئی ننھے کی دکان نہیں ہے، اس طرح تو نہ ننھے کی دکان کھلی تھی نہ بند ہوئی تھی جس طرح ہمارا صوبائی احتساب کمیشن کا دفتر کھلا اور وہ بند ہوا۔ میری ریکویسٹ ہے کہ جو میرا سوال تھا، مجھے اس کا Relevant جواب دیا جائے اور اگر ابھی وہ لسٹ ان کے پاس نہیں ہے، برائے مہربانی میرے سوال کو کمیٹی میں ریفر کر دیں یا اس کے لئے کوئی سپیشل کمیٹی بنائی جائے تاکہ ہم اس چیز کو Dig out کریں کہ احتساب کمیشن کی رپورٹس کیا تھیں، اس میں کس کس کے خلاف کارروائی اور گرفتاری کے احکامات نکلے تھے، اس پہ عمل درآمد کیوں نہیں ہوا؟ کہاں پہ مصلحت آڑھے آئی، کہاں پہ سیاست آڑھے آئی؟ ہمارا احتساب یا دیگر تمام جماعتوں کا احتساب جس طرح بے لاگ طریقے سے ہوا ہے تو کیا جہاں پر تحریک انصاف کا ذکر۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> ٹھیک ہے۔

<u>جناب اختیار ولی:</u> حکومت کے لوگوں کی، ان کی گرفتاری کی بات آئے گی تو وہاں پر منہ اور ہونٹ سی لئے جائیں گے، .This is something injustice

<u>جناب سپیکر:</u> کوئسچنز آور کا ٹائم ختم ہونے والا ہے، پھر سردار یوسف صاحب کا کوئسچن رہ جائے گا۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر۔۔۔۔

<u>جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف):</u> جناب سپیکر صاحب۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> محترمہ نگہت، یوسفزئی، درانی صاحب، پہلے جو بھی بولیں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: سر، یہ سوال جو ہے، پچھلی جو اسمبلی تھی اس میں بھی میں نے کیا تھا، اس میں جو جواب جس ڈیپارٹمنٹ نے بھی دیا تھا، انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے پاس توان کو پھر بھی کاغذات مل گئے ہیں، میں آج چونکہ ان کی Birthday ہے، میں ان کو Happy birthday بھی کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی کے اور بھی سال جو وہ نہایت خوشی سے اور اسی طرح عزت واحترام سے گزارے، ان پہ اپنا سایہ اور ہاتھ رکھے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: جلدی کریں، کوئسچنز آور میں دو چار منٹ رہ گئے ہیں، سردار یوسف کا کوئسچن رہ جائے گا۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: لیکن مجھے جو جواب آیا تھا، یہی سوال تھا جو مجھے جواب آیا تھا۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ سپلیمنٹری کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: میں کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: دیکھیں، اگر ایک Colleague کی سالگرہ ہے، اس کو Happy birthday کہہ دیا تو کیا فرق پڑتا ہے؟۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کونسا کیک لیکر آگئے ہیں؟

(قہقہے)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کونسا کیک لے کر آ گیا ہے؟۔۔۔۔۔

(قہقہے)

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: اچھا، جناب سپیکر صاحب، میرا جو سپلیمنٹری سوال ہے، وہ یہ ہے کہ اس میں جو مجھے جواب دیا گیا تھا، اس میں یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ فائل ادھر ادھر ہو چکی ہے جس کی وجہ سے مجھے صرف کاغذ Plain دیا گیا تھا، ان کو تو پھر بھی چلیں جواب ملا، مطلب جو بھی ان کو انفارمیشن ملی ہے لیکن ہم ابھی تک اس پہ Shocked ہیں کہ احتساب کمیشن کو کیوں ختم کیا گیا؟

Mr. Speaker: Thank you ji. Durrani Sahib, supplementary, please.

قائد حزب اختلاف: یہاں پر جو صوبائی احتساب کمیشن کا سوال آیا ہے، اس میں مختلف نام رات کو میں بھی ٹی وی پہ دیکھ رہا تھا، آیا اس میں یہ بھی تھا کہ اکرم خان درانی اور مولانا فضل الرحمان صاحب کے خلاف بھی اس نے انکوائری کی؟ میں یہ Clear کرنا چاہتا ہوں کہ نہ تو احتساب کمیشن کی طرف سے ہمیں کبھی انکوائری کی بات ہوئی ہے اور نہ ہمیں کسی نے بتایا ہے۔ چار سال اسلام آباد میں نیب میں اور پشاور میں

سب نے ہمارا احتساب کیا، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور اپنے لوگوں کی دعاؤں سے ایک روپے کی کرپشن، ایک کام بھی غلط وہاں پر کہیں پہ بھی کسی نیب کی عدالت میں نہیں آیا۔یہاں پر چونکہ یہ سوال لایا گیا ہے، اس سے ایک نئی بات سامنے آئی ہے، میں آج بھی کہتا ہوں کہ اگر احتساب کمیشن کی کوئی رپورٹ ہے، اس میں جتنے بھی لوگ ہیں، بشمول مجھے احتساب سے پیچھے ہٹنے والے نہیں ہیں، ڈرنے والے بھی نہیں ہیں، اس وقت بھی یہ انتقامی کارروائی تھی جو ہمارے خلاف ہو رہی تھی ورنہ صوبائی اور مرکزی نیب میں پورے ملک کے جو ادارے تھے وہ بھی اس میں تھے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرخرو کیا۔یہاں پر احتساب کمیشن جب بند کیا گیا، اس وقت بھی ہم یہی کہتے تھے لیکن اچھا یہ ہوا کہ یہ ایک یکطرفہ کارروائی ہے، لوگ کوشش کر رہے تھے کہ صرف جس طرح وہاں پر اسلام آباد میں ہوا، میں ان شاءاللہ میڈیا کے ذریعے Clear کرنا چاہتا ہوں کہ نہ مولانا فضل الرحمان صاحب کو اور نہ اکرم خان درانی کو کسی نے نہ نوٹس دیا ہے نہ ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ کے خلاف کوئی انکوائری ہو رہی ہے، اگر انکوائری ہو تو ہم اس کو دوبارہ بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں، ہم اپنے بال بچوں کا کوئی اس طرح کا نام بھی نہیں رکھنا چاہتے کہ کل اس کو کوئی کہہ دے کہ آپ کے باپ میں بھی یہ قصور تھا، ہم نے صاف ستھری زندگی گزاری ہے، آپ کے سامنے ہے۔آپ کا بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔جی، شوکت یوسفزئی صاحب۔

<u>وزیر محنت وافرادی قوت:</u> جناب سپیکر، وہ کہتے ہیں کہ مردہ گھوڑے اکھاڑنے والی بات ہے، اس سے پہلے بھی اس اسمبلی میں احتساب کمیشن کو ختم کرنے کی بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے، ایک مرتبہ نہیں کئی مرتبہ اپوزیشن نے بھی اس بات کو اٹھایا ہے۔۔۔۔۔

<u>جناب سپیکر:</u> اس وقت اختیار ولی صاحب نہیں تھے۔

<u>وزیر محنت وافرادی قوت:</u> یہاں جواب بھی آیا ہے۔اختیار ولی صاحب، اذان ہو رہی ہے۔

(عصر کی اذان)

<u>جناب سپیکر:</u> جی منسٹر صاحب۔

<u>وزیر محنت وافرادی قوت:</u> جناب سپیکر، اختیار ولی صاحب بالکل نئے آئے ہیں، ان کو اطلاع ابھی تک نہیں تھی کہ احتساب کمیشن کیوں ختم کیا گیا؟ ان کے لئے جاننا لازمی تھا لیکن اگر وہ کسی خاص بات کا پوچھنا چاہتے ہیں تو وہی بتا دیتے کہ جی اس کے بارے میں ہمیں بتایا جائے کہ اس کا کیا ہوا؟ میں اس کو بتا دیتا، باقی جو

احتساب کمیشن ہے، جب سے بند ہوا ہے، کوئی دس دفعہ کوئی ایک سو ایک مرتبہ میں ٹی وی پہ، یہاں پہ بھی میں کہہ چکا ہوں، سی ایم صاحب بھی کہہ چکے ہیں، میں اختیار ولی صاحب کو صرف یہ گزارش کرونگا، میرے بہت ہی اچھے دوست بھی ہیں، ان کو شاید نہیں پتہ کہ ایک زمانے میں سیف الرحمان بیورو بھی بنا تھا، وہ کس نے بنایا تھا؟ پھر اس کے بعد جسٹس قیوم صاحب کی ویڈیو آئی، وہ کس لیڈر نے ان سے بات کی تھی، اس میں کیا کہا تھا؟ اس کے علاوہ سعودی عرب ڈیل کس نے کی، پھر اس کے بعد پلیٹلٹس کم ہو کر لندن میں کون بیٹھا ہے، کیوں بیٹھا ہے؟ اگر یہ احتساب سے Interest ہیں تو سب سے پہلے اپنے لیڈر کو پیش کریں کیونکہ وہ اس وقت اس احتساب سے بھاگا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کرونگا کہ یہ لازمی ہے کہ جس پارٹی کے لوگ احتساب کی بات کرتے ہیں، ان کے خلاف پاکستان میں چوری ڈکیتی سب مقدمات درج ہیں، پہلے وہ اپنے آپ کو پیش کریں، وہ پہلے احتساب بیورو کے سامنے پیش ہوں، عدالتوں میں پیش ہوں تاکہ پہلے وہ اپنے آپ کو صاف کریں، اس کے بعد بالکل ہم سے پوچھیں۔ اگر ان کی انٹرسٹ ہے، اس کا بھی نام لیں، ہم اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ چونکہ احتساب کمیشن اس وقت آزاد خود مختار ادارہ تھا، اس کی کوئی رپورٹ پیش کرنے کا وہ نہیں تھا، کسی کے سامنے وہ نہیں تھا، اسے مشکلات یہ آ رہی تھیں کہ نیب بھی تھا، ایف آئی اے بھی تھا، ساتھ ہمارے جے آئی ٹی بھی تھی، گورنمنٹ انسپکشن ٹیم، پراونشل انسپکشن ٹیم، یہ ساری چیزیں تھیں، اینٹی کرپشن اس میں ایک بہت بڑی رکاوٹ بن گئی، ٹھیک ہے کہ اس وقت ہم نے یہ کہا کہ جی بنا رہے ہیں، اس لئے کہ ایک اچھا احتساب ہو لیکن اس سے مشکلات پیدا ہو رہی تھیں، اس وقت ہم نے یہ کہا کہ اس کو ختم کر دیں، اس اسمبلی ایکٹ 2018ء کے ذریعے، کوئی یہ نہیں کہ ادھر کوئی آرڈیننس پاس ہوا ہے یا کوئی ایگزیکٹیو آرڈرز تھے، وہ ختم ہوا ہے، وہ باقاعدہ، اس کے تقریباً کوئی پانچ سو (500) سے زیادہ کیسز تھے، انکوائریاں تھیں، ان انکوائریوں میں میجارٹی کا فیصلہ ہو چکا ہے، ایک سو تیس (130) یا ایک سو چالیس (140) ابھی تک انکوائریاں ہیں، اس پہ بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے، یہ ایک سلسلہ تھا جو اس وقت ہم بیان کر چکے تھے، اس صوبے کے اوپر بہت زیادہ Burden ہو چکا تھا اور بہت ساری ایسی چیزیں تھیں جو گورنمنٹ نہیں چاہتی تھی لیکن وہ ہو جاتی تھیں، انگلی گورنمنٹ کے اوپر اٹھتی تھی، بہت ساری چیزیں تھیں۔ جس طرح اکرم درانی صاحب نے اشارہ کیا، ہمیں اس کے بارے میں نہیں پتہ لیکن حکومت نے ایک بہت بڑا اپنا احتساب بنایا، وہ کر رہے ہیں کیونکہ Already ادارے موجود تھے، ہم چاہتے تھے کہ انہی اداروں کو مضبوط کریں، اور ہم نے کیا، اینٹی کرپشن کو بھی مضبوط کیا، ہم نیب کو بھی

چاہتے ہیں کہ مضبوط سے مضبوط تر ہو۔ اب یہ کہ ان کی انکوائری کا سلسلہ کیا بنتا ہے، کیسے بنتا ہے؟ جو Investigation wings ہیں، ان کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے بھائی کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے، ہم نے کسی خوف کی وجہ سے بند نہیں کیا، اداروں کو ٹکراؤ سے بچانے کے لئے اور اداروں کے آپس میں جو ایک جیسا ان کا Role تھا، اس Role کو کم سے کم کرنے کے لئے تاکہ کوئی بھی ادارہ جو اس وقت موجود ہے، وہ بہتر Perform کر سکے۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو۔ اختیار ولی صاحب، جواب تو مفصل آ گیا۔

<u>جناب اختیار ولی:</u> کدھر سے آیا؟

<u>جناب سپیکر:</u> جی۔

<u>جناب اختیار ولی:</u> میں جب ان کو وزیر باتدبیر کہتا ہوں تو ویسے نہیں کہتا ہوں، Totally irrelevant بات ادھر رہ گئی ہے، یہ اس طرف چلے گئے، ان سے پوچھو، پتہ پنڈی کا ہے یہ آپ کو لنڈی کوتل بھیج دیں گے۔ اب اس بات کا اس سے تعلق کیا تھا کہ سیف الرحمان، فلاں فلاں، بھئی میں پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے احتساب کمیشن کا دفتر کھولا تھا، ایک عدالت لگائی تھی، آپ نے اس پہ کروڑوں، اربوں روپے لگا دیئے تھے، آپ نے اس قوم کا خزانہ لٹا دیا تھا، اس نے تو پھر آخر میں جا کر آپ کے اپنے چیف منسٹر اور آپ کی کیبنٹ کے لوگوں کو، سینیئر بیوروکریٹس کو مورد الزام ٹھہرایا، ان پہ References دائر کرنے کے لئے Recommendations بھیجیں، آپ نواز شریف کی جو بات کرتے ہیں، آپ مجھ سے بات کرتے ہیں، میں آپ سے پوچھتا ہوں، Irrelevant ہے کہ اس میں کس کے خلاف کارروائی کے لئے Recommendations بھیجیں گئی تھیں، مجھے وہ جواب نہیں ملا، میں نے اس لئے بولا کہ یہ سوال میرا کمیٹی کو ریفر کیا جائے، یہ قوم جاننا چاہتی ہے، یہ احتساب کمیشن تھا یا نتھے کی دکان تھی؟ یہ فیصلہ ہونا ابھی باقی ہے-----

<u>Mr. Speaker:</u> Questions` Hour----

<u>جناب اختیار ولی:</u> ان کو بولیں، یہ ہمیں الفاظ کے گورکھ دھندے میں نہ پھنسائیں-----

<u>جناب سپیکر:</u> جی منسٹر صاحب۔

<u>جناب اختیار ولی:</u> یہ لندن کی بات کرتے ہیں، لندن کا بھی ان کو پتہ چل جائے گا-----

<u>جناب سپیکر:</u> یہ کہہ رہے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجیں، شوکت یوسفزئی کا مائیک کھولیں۔

وزیر محنت وافرادی قوت: سلیکٹ کمیٹی میں تب جاتا جب کوئی اس کے آگے پیچھے ہوتا، (قہقہہ) اب وہ ادارہ ہی ختم ہو چکا ہے، ایکٹ کے ذریعے ختم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اس میں قانونی نکتہ یہ ہے کہ اسی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت بنا تھا اور اسی اسمبلی کے ایکٹ کے تحت ختم ہو گیا، دونوں بار اس پہ ڈیبیٹ ہوئی، So, this question is----

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر،-----

جناب سپیکر: نگہت بی بی، پلیز تشریف رکھیں۔

(شور)

جناب سپیکر: کوئسچن نمبر 13236، سردار محمد یوسف صاحب۔

* 13236 _ سردار محمد یوسف زمان: کیا وزیر صحت ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ڈی ایچ کیو ہسپتال ضلع مانسہرہ میں دس سال سے ڈیلی ویجز پر لوگ کام کر رہے ہیں؛

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ لوگوں کو نوکریوں سے نکال کر بے روزگار کر دیا ہے؛

اگر (الف) اور (ب) کے جوابات اثبات میں ہوں تو مذکورہ ہسپتال میں کتنے اہلکار ڈیلی ویجز پر کام کر رہے تھے، ان کے نام و پتہ اور آرڈر کی پیاں فراہم کی جائیں، نیز ان کو کن بنیادوں پر نوکری سے فارغ کیا گیا، مکمل تفصیل فراہم کیا جائے؟

جناب تیمور سلیم خان (وزیر صحت): (الف) اس سلسلے میں عرض ہے کہ مذکورہ عرصہ کے دوران وقتاً فوقتاً مختلف پوزیشنوں پر ضرورت کے تحت چھ چھ ماہ کے لئے مختلف لوگوں کو بھرتی کیا جاتا رہا۔

(ب) جی ہاں، ڈیلی ویجز پر ڈی ایچ کیو ہسپتال مانسہرہ میں چھیالیس (46) لوگ ہاسپٹل مینجمنٹ بورڈ فنڈ کے مطابق بھرتی کئے گئے تھے اور ڈیلی ویجز کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت عارضی طور پر ان کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ اب جبکہ ان کی ضرورت نہیں رہی، اس کی وجہ سے ان اہلکاروں کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا ہے۔

سردار محمد یوسف زمان: شکریہ، جناب سپیکر۔ اس سے پہلے کہ میں ضمنی کوئسچن کروں، کیونکہ جو پہلی بحث ہوئی تھی، شوکت یوسفزئی صاحب بڑے دانا عقلمند اور بڑے تجربہ کار وزیر بھی ہیں، اختیار ولی صاحب نے جو کوئسچن کیا، اس کا جواب انہوں نے دیا-----

جناب سپیکر: سردار صاحب، وہ بات ختم ہو گئی، اب آپ کا کوئسچن ہے، اپنے کوئسچن پہ آ جائیں، ٹائم ایک آدھا منٹ رہ گیا ہے۔

سردار محمد یوسف زمان: بات ختم اس لئے نہیں ہوئی، ایک بات میں ان کی یاد دہانی کے لئے کرنا چاہتا ہوں کہ آپ بار بار کہتے ہیں کہ آپ کا لیڈر یہاں سے بھاگ کر گیا، ان کو بھیجنے والے کون تھے؟ شوکت خانم میں ہاسپیٹل سے ڈاکٹر آکر سرٹیفکیٹ دینے والے کون تھے؟ آپ کی حکومت تھی، کہتے ہیں کہ بھاگ کر گیا، دن دیہاڑے لوگوں کی آنکھوں میں دھول نہ جھونکیں، آپ تو کم از کم ذمہ دار۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اپنے کوئسچن پہ آئیں، پلیز۔

سردار محمد یوسف زمان: اسمبلی فلور پر یہ بات نہ کریں، آپ جلسوں میں ضرور کریں لیکن اسمبلی فلور پر یہ بات نہ کریں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اپنے کوئسچن پہ آ جائیں۔

سردار محمد یوسف زمان: آپ کم از کم اس کا خیال رکھیں، یہ سارے لوگ ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: سپلیمنٹری۔

سردار محمد یوسف زمان: میرا سپلیمنٹری یہ تھا، اس کوئسچن کا مقصد یہ تھا کہ دس سال سے ڈیلی ویجز پر ڈی ایچ کیو مانسہرہ میں لوگ کام کر رہے تھے، ان کو بغیر کسی وجہ سے فارغ کر کے اور لوگ بھرتی کر دیئے گئے، انہوں نے جو جواب دیا وہ بھی غلط دیا، گول مول جواب دے دیا ہے، حالانکہ اصل بات یہ تھی، اگر ان کو ریگولرائز کرتے جو ان کا حق بنتا تھا، دس سال وہ غریب لوگ جو کلاس فور تھے یا جو بھی تھے، اس کے بعد ان کو فارغ کر کے اپنے من پسند لوگوں کو بغیر پروسیجر کے بھرتی کیا، Procedure adopt نہیں کیا، جن لوگوں نے درخواستیں دیں، ان کو بلایا نہیں، انٹرویوز نہیں ہوئے، رات کے وقت آرڈرز کر دیئے، دن کے وقت بھی نہیں، رات کے وقت، میں منسٹر صاحب کے نوٹس میں یہ بات پہلے بھی لایا تھا، یہی میری گزارش ہو گی کہ منسٹر صاحب اس کوئسچن کو بھی آپ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ ان سے پوچھا جا سکے کہ کیا وجہ تھی کہ وہ بھی اسی ضلع سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے، ان کو فارغ کر کے اور لوگ بھرتی کر دیئے گئے؟ مجھے امید ہے کہ منسٹر صاحب اس میں مثبت جواب دیے گے۔

Mr. Speaker: Minister for Health, please respond.

ایک آواز: جناب سپیکر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: بیٹھیں، بعد میں بات کریں، ابھی کوئسچنز آور ختم کرلیں، میں آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دونگا۔ جی منسٹر صاحب۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، سردار یوسف صاحب ہمارے بڑے بھی ہیں لیکن میں ان کی Point of view سے Agree نہیں کرتا، جب قانوناً ہمارے پاس ڈیلی ویجز پہ لوگ ہوتے ہیں تو ڈیلی ویجز کا مطلب ہی یہ ہے کہ یہ ایسی پوزیشنز ہیں جو کہ ضروری نہیں ہے کہ ہم ان کو ریگولر کریں، ان کا کیس بن بھی سکتا ہے، نہیں بھی بن سکتا، نمبر ایک۔ نمبر دو، ان کو ہٹانے کا فیصلہ ہاسپیٹل کا ہے، یہ اختیار ہم نے نیچے دینا ہے، اس اسمبلی کا کام نہیں ہونا چاہیئے، اس لئے ہمارے جو ہاسپیٹلز پہ گلے آتے ہیں، اس اسمبلی کے لوگوں کے ہی آتے ہیں، ہم یہاں اگر اسمبلی کے فلور سے ہسپتال چلانا چاہتے ہیں تو پھر ہسپتالوں میں یہی حال ہوگا جو ستر (70) سال رہا ہے، اس کو ہم ٹھیک کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تیسری چیز، اگر ان کے خیال میں ریکروٹمنٹ میں کوئی Process follow نہیں کیا گیا تو اس کے لئے ہم ایکشن لے سکتے ہیں، بالکل اس پہ لینا چاہیئے۔ سردار یوسف صاحب، مجھے ڈیٹیل دیں تاکہ میں ڈیپارٹمنٹ میں اس پہ انکوائری کروں، اگر Process follow ہوا ہے تو ٹھیک ہے، اگر نہیں ہوا تو ہم ایکشن لیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی سردار یوسف صاحب۔

سردار محمد یوسف زمان: منسٹر صاحب نے صحیح بات کی ہے لیکن ان لوگوں کو چانس نہیں دیا، ریگولرائز کرنے کے لئے باقاعدہ انہوں نے درخواستیں دیں، جو لوگ نئے بھرتی کئے ہیں، ان میں جو Employees` son کا کوٹہ تھا، ان لوگوں کو بھی محروم رکھا ہے۔ اس کے علاوہ چند لوگ جو تھے، پتہ نہیں کس وجہ سے، رات کے وقت آرڈرز بھی ہوئے، دن کے وقت آرڈر بھی نہیں ہوا، ان کو بتایا بھی نہیں، یہ بڑا اہم ایشو ہے، اس لئے میں نے یہ کوئسچن لایا تھا کہ منسٹر صاحب اس کی باقاعدہ خود انکوائری کریں، اچھی بات ہے، اگر نہیں تو کمیٹی میں ریفر کردیں، وہاں ان سے بھی پوچھ لیں گے، جو متعلقہ لوگ ہیں وہ بھی آجائیں گے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: کمیٹی کی بجائے منسٹر صاحب سے ہم کہتے ہیں کہ اس کی انکوائری کریں تاکہ رپورٹ آجائے۔

سردار محمد یوسف زمان: چلو انکوائری کرلیں، ٹھیک ہے، منسٹر صاحب انکوائری کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے، جتنا جلدی ہوسکے انکوائری کرلیں، ان سے منگوالیں رپورٹ۔

جناب سپیکر: جی تیمور جھگڑا صاحب، ٹھیک ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر، میں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو کہتا ہوں کہ جو مانسہرہ میں ریکروٹمنٹ ہوئی ہے، جیسا کامران نے کہا، اس میں دو باتیں ہیں، آیا اس میں Process follow ہوا ہے یا نہیں؟ وہ راتوں رات ریکروٹمنٹ نہیں کر سکتے ہیں، اگر وہ اتنے تگڑے ہوتے تو شاید ہمارے سسٹم کا یہ حال نہ ہوتا، معذرت کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ دوسری چیز، میں تمام ممبران اسمبلی سے ریکویسٹ کرتا ہوں، اگر وہ چاہتے ہیں، یہ پوسٹیں ختم کر دیتے ہیں اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ دو سال میں یہ ہاسپیٹلز ٹھیک ہوتے ہیں کہ نہیں؟ شکریہ۔

غیر نشاندار سوالات اور ان کے جوابات

12765 _ محترمہ حمیرا خاتون: کیا وزیر صحت ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ درست ہے کہ لیڈی ریڈنگ ہسپتال میں کارڈیالوجی یونٹ کو مطلوبہ سہولیات نہیں دی جا رہی ہیں جس کی وجہ سے مذکورہ یونٹ کو بند کرنے کے اقدامات ہو رہے ہیں;

اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو حکومت اس کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب تیمور سلیم خان (وزیر صحت): (الف) جی نہیں، ایل آر ایچ کا کارڈیالوجی یونٹ مکمل طور پر فعال ہے جس میں دل کے مریضوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ایل آر ایچ میں دو کارڈیالوجی یونٹس فعال ہیں جن میں سے ایک خصوصی طور پر ایمرجنسی سروسز دے رہا ہے، اس وقت کارڈیالوجی یونٹ میں چودہ (14) سپیشلسٹ ڈاکٹرز، پینتالیس (45) ٹی ایم اوز اور دیگر عملہ ماہانہ اعتبار سے دو تین ہزار دل کے مریضوں کی نگہداشت میں مصروف ہے، کارڈیالوجی یونٹ ایل آر ایچ میں اس وقت ترسٹھ (63) بیڈز موجود ہیں۔ (تفصیل ایوان کو فراہم کی گئی)۔

13133 _ جناب سراج الدین: کیا وزیر صحت ارشاد فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ دست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال خار باجوڑ میں گزشتہ دو سالوں کے دوران مختلف اشیاء خریدی گئی ہیں;

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو گزشتہ دو سالوں کے دوران ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال خار باجوڑ کے لئے جو اشیاء خریدی گئی ہیں، ان کی مکمل فہرست بمعہ تعداد اور قیمت خرید فراہم کی جائے، نیز مذکورہ خریداری کس اتھارٹی نے کن وجوہات اور شرائط کے بناء پر کی ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

تیمور سلیم خان (وزیر صحت): جی ہاں، یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال خار باجوڑ میں گزشتہ دو سالوں کے دوران مختلف اشیاء خریدی گئیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال خار باجوڑ کو زیادہ تر اشیاء ڈی جی ہیلتھ سروسز خیبر پختونخوا نے مرکزی لسٹ ڈائریکٹریٹ ضم شدہ اضلاع کے دفتر سے مہیا کی تھیں جبکہ کچھ اشیاء میڈکل سپریٹنڈنٹ ڈی ایچ کیو ہسپتال خار باجوڑ نے Covid-19 ایمرجنسی کی وجہ سے خود خریدی تھیں۔ فنڈ اور اشیاء کی تفصیل درج ذیل ہے:

S.No.	Projects	Allocation (in Millions)	Releases (in Millions)	Expended (in millions)	Remarks
Purchased by DGHS					
1	Portal Ultrasounds	3.885	3.885	3.885	Total 03 No. of portable ultrasounds procured and provided to Medical Superintendent District Bajaur which were completely installed
2	Biometric system/Surveillance Cameras	4.782	4.782	4.782	Installation completed in DHQ hospital Bajaur

3	Standard Medical Equipment/non-medical equipment	246.457	246.457	246.457	Equipment/ instt: provided to MS Bajaur accordingly
	Purchased by MS DHQ Bajaur				
4	Medical Equipments	26.000	26.000	26.000	Purchased various medical equipments during covid-19 emergency situation
	Total	281.125	281.125	281.125	

(List provided to the House)

اراکین کی رخصت

Mr. Speaker: Thank you. 'leave applications': Janab Mohibullah Sahib, Minister for five days, 10th January to 14; Janab Anwar Zeb Khan Sahib, Minister 10th January for today; Muhtarma Maria Fatima Sahiba,MPA for today; Janab. Akbar Ayub Khan,MPA for today; Haji Fazal-e-Elahi Sahib,MPA for today; Janab. Aghaz Ikram ullah Gandapur Sahib,MPA for today; Janab Babar Saleem Swati Sahib, MPA for today; Janab Abdul Kareem Sahib, Special Assistant for today; Haji Qalander Khan Lodhi Sahib,MPA for two days, 10th and 11th ; Malik Shah Muhammad Khan Wazir Sahib,Minister for today; Janab Shakeel Ahmad Khan, Minister for today; Janab Muhammad Iqbal Wazir Sahib, Minister for today; Arbab Jahandad Khan,MPA for today; Janab Shah Faisal Khan, MPA for today; Janab Aqib ullah Khan, MPA for two days, 10th and 11th ; Janab Bilawal Afridi Sahib,MPA for today; Muhtarma

Nadia Sher Sahiba, MPA for today; Janab Ahmad Kundi Sahib,MPA for today; Muhtarma Somi Falak Niaz Sahiba, MPA for today; Janab Iftikhar Mashwani Sahib,MPA for today; Janab Shafi ullah Khan Sahib,Special Assistant for today; Janab Shafiq Sher Sahib,MPA for today.

Is it the desire of the House that the leave may be granted?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The leave is granted.

تحریک التواء

Mr. Speaker: Item No. 6, 'Adjournment Motions': Mr. Ikthiar Wali, MPA, to please move his adjournment motion No. 381, in the House.

Mr. Ikhtiar Wali: Thank you, honorable Speaker. Before I present this adjournment motion,

ایک تو میں نگہت بی بی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے Birth day پر مجھے Wish کیا، میں اپنا Birth day because of the Murree incident میں نہیں کر رہا، میں نے کوئی کیک ویک بھی نہیں کاٹا، آج کا دن میں اپنے خیبر پختونخوا اور اس ملک کے تمام ان مزدوروں کے نام کرتا ہوں جو بغیر مزدوری کے اور بے روزگاری کے دن گن رہے ہیں، گزار رہے ہیں، So یہ میری ایڈ جرنمنٹ موشن ہے، تحریک التواء۔

جناب سپیکر، حکومت نے مزدوروں کی سرکاری اجرت سات سو روپے فی دن اور اکیس (21) ہزار روپے فی مہینہ کم از کم مقرر کیا ہے لیکن بد قسمتی سے کسی مزدور کو اکیس (21) ہزار روپے کی مزدوری مل نہیں رہی، لہذا اس اہم نوعیت کے مسئلے پر تفصیلی بحث کے لئے اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر بحث کی اجازت دی جائے تاکہ مسئلے کا فوری حل نکالا جاسکے اور مزدوروں کے دکھوں کا کچھ مداوا کیا جاسکے۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: جی شوکت یوسفزئی صاحب۔

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب سپیکر، بالکل اختیار ولی صاحب نے درست کہا، بد قسمتی ہے کہ کچھ ادارے ہیں جو اس وقت گورنمنٹ نے اکیس (21) ہزار روپے فی مہینہ مقرر کیا ہے، ان کی طرف سے Implementation نہیں ہو رہی، ان کو Already ہم نے شوکاز نوٹسز بھی دیئے ہیں، ابھی جرمانے

بھی شروع ہو چکے ہیں کیونکہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں، میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہم Implement نہ کر سکے تو یہ پھر ہماری ناکامی ہو گی لیکن کچھ ادارے ایسے تھے جو بدقسمتی سے کورونا کا نام استعمال کرتے رہے، ان کو پھر ہم نے اس وجہ سے چھیڑا بھی نہیں کہ کورونا ہے، ہمارے پہلے سے کاروبار خراب ہیں لیکن اب چونکہ کورونا نہیں ہے، یہ تین چار مہینے ہو گئے، اس میں اسمبلی سے ہم نے جو قانون سازی کی ہے، اس کی وجہ سے ہمیں تھوڑی سی ایک طاقت ملی ہے، اس سے پہلے ہم یہ کرتے تھے کہ صرف ایک شوکاز نوٹس دے دیتے، ان کی مرضی ہوتی، اس شوکاز کا جواب دیتے یا نہ دیتے، پھر وہ بات عدالت میں چلی جاتی، وہ وہاں ان کو پانچ سو، ہزار روپے جرمانہ کر کے فارغ کر دیتے۔ اب جو قانون سازی ہوئی ہے، جو کم سے کم جرمانہ جو ہے، اور اس کے ساتھ ہم نے جیل کی سزا بھی رکھی ہے، اس دفعہ ہم نے دو دو نوٹسز کئی اداروں کو ایشو کر چکے ہیں، اس میں بڑے بڑے ہوٹل بھی ہیں، کچھ پلازے بھی ہیں، کچھ ایسے ہمارے سرکاری ادارے ہیں، ان کو بھی ہم نے Inform کیا ہے کہ اگر آپ نے مزدور رکھا ہے، آپ اکیس (21) ہزار روپے فی مہینہ سے کم پہ بندہ نہیں رکھ سکتے، اس پہ کام ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ اس صوبے کا ایک بہت بڑا ایشو ہے، اس صوبے کا نہیں، اس ملک کا، چونکہ یہاں پہ ایک تو Investment لانا ایک الگ مسئلہ ہوتا ہے، جو دہشت گردی سے یہ صوبہ متاثر ہوا ہے، اس کے بعد لوگ Reluctant تھے لیکن اب اللہ کے فضل سے کافی Investment آ رہی ہے، آہستہ آہستہ یہ بھی حوصلہ افزا بات ہے، یہی چیزیں جو ہیں، ان کو Facilitate کیا جا سکتا تھا، Facilities ایک عام مزدور کو مل سکتی تھیں تو صنعتی مزدور کو بھی، اس اسمبلی سے ہم نے قانون سازی کی ہے، کوئلے کی کان کے مزدوروں کو بھی وہی Facilities اب دی جائیں گی۔ یہ ایک بہت بڑا انقلابی قدم تھا، اس کے ساتھ ساتھ جو ماربل فیکٹریز ہیں، اس کے ساتھ Related لوگ ہیں، وہ چونکہ مزدوروں کے درجے میں نہیں آتے تھے، ان کو ہم نے مزدور کے درجے دیئے، وہ بھی اس میں آ گئے ہیں، اب ایک صنعتی مزدور کو جو Facilities ملتی ہیں، وہ اب ماربل فیکٹری اور کوئلے کی کان کے مزدوروں کو بھی اسی طرح سہولت ملے گی، کوشش ہو رہی ہے کہ جلد سے جلد یہ Implement ہو سکے لیکن ایک قاعدہ قانون کے تحت ہم ان کو شوکاز نوٹس دیتے ہیں، پھر ان پہ جرمانے عائد کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر تیسرا مرحلہ آئے گا، اس کے ساتھ کیا کریں؟ بہر حال بہت سارے اداروں نے اچھے Response دیئے ہیں، پچھلے دنوں ایک ایف ایف سٹیل ہے، اس طرح کی کوئی کمپنی ہے، انہوں نے مجھے خود بلا کر کہا کہ ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، اسے ایڈمٹ کرنا ہے یا نہیں؟ آپ نے جواب دے دیا۔

وزیر محنت و افرادی قوت: نہیں، اس کو ایڈمٹ کرنے کی ضرورت نہیں، وہ تو Already ایک Process سے گزر رہا ہے لیکن میں شکریہ ادا کرتا ہوں، یہ ایک اچھا وہ ہے، اس سے میں تمام جتنے بھی ہمارے ادارے ہیں، پرائیویٹ ادارے، سرکاری ادارے، ان سب کو میں یہ گزارش کروں گا کہ اکیس (21) ہزار روپے فی مہینہ سے کم اجرت وہ Acceptable نہیں ہے، اس لئے ہم نے نوٹسز بھی ایشو کئے ہیں، ان کے خلاف ہم ایکشن بھی کرینگے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی اختیار ولی صاحب۔

جناب اختیار ولی: سر، یہ جو ان کا جواب آیا ہے، یہ بہت مختصر ہے، یہ بہت چھوٹا سا ہے۔ سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتاؤں کہ یہاں پر سوشل سیکورٹی کے بڑے مسائل ہیں، ہم نے اس پہ ڈیبیٹ کرنی ہے، اس پہ اچھی تجاویز لا کرے ان کو دیں گے۔ مزدوروں کو اکیس (21) ہزار روپے فی مہینہ یا سات سو روپے کی دیہاڑی کون دے رہا ہے؟ کہیں نہیں مل رہی، اس پہ ڈیبیٹ سے ان کو کیا پرابلم ہو گی، کیا یہ شوکت یوسفزئی صاحب جو وزیر محنت ہیں، اس کو ایڈمٹ کر لیں، اس پہ بحث میں برائی کیا ہے؟ Let`s آجائیں، اس میں سب کو، اپوزیشن بنچز، ٹریژری بنچز میں سب کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ سب مزدور کی مزدوری پہ اور ان کی مشکلات پہ بات کریں، یہ ہاؤس اسی لئے بنا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: کر لیں، شوکت یوسفزئی صاحب، ایڈمٹ کر لیں؟

وزیر محنت و افرادی قوت: جناب سپیکر، پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ کوئی Compromise نہیں ہو گا، دیکھیں یہ حق ہے، ایک مزدور جو اپنی مزدوری کرتا ہے، حکومت نے جو Wage مقرر کی ہے، اس کے مطابق ہونا چاہیئے، میں نے ساری زندگی مزدور کے لئے لڑائی کی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: تو اس کو For discussion ایڈمٹ کر لیں؟

وزیر محنت و افرادی قوت: بالکل کریں، ایڈمٹ کریں۔

Mr. Speaker: Okay. The question before the House is that the adjournment motion, moved by the honorable Member, may be admitted for detail discussion? Those who are in favour of it may say ‘Ayes’ and those who are against it may say ‘Noes’.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The ‘Ayes’ have it. The adjournment motion is admitted for detailed discussion.

توجہ دلاؤنوٹس ہا

Mr. Speaker: 'Call Attention Notices': Malik Badshah Saleh Sahib, MPA, to please move his call attention notice No. 2172, in the House.

ملک بادشاہ صالح: بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ڈیرہ شکریہ۔ میں وزیر برائے محکمہ صحت کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، وہ یہ کہ آر ایچ سی شرینگل ضلع دیر اپر کے دوسرے فیز کے لئے سال 11-2010ء میں ٹینڈرز ہوئے، زمین بھی خریدی گئی، اس کے لئے فنڈ بھی ریلیز ہوا تھا لیکن کچھ اسباب کی وجہ سے بروقت ادائیگی نہ ہو سکی۔ ابھی تک اس زمین کی رقم ادا نہیں کی گئی، وہ پیسے غائب ہو چکے ہیں، کسی کے پاس موجود نہیں ہیں، بلکہ وہ رقم ضائع ہو چکی ہے، حکومت اس کی مکمل انکوائری کروا کر ذمہ داران کو سخت سے سخت سزا دی جائے اور مالکان زمین کو موجودہ ریٹ کے مطابق رقم ادا کی جائے۔

جناب سپیکر، میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ پیسے اب غائب ہو چکے ہیں، اس وقت کنال کی قیمت ادھر پانچ لاکھ روپے، آج کل فی مرلہ قیمت پانچ لاکھ 50 ہزار روپے، یہ پیسے کس نے غائب کئے ہیں۔ اس وقت کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے آفس میں گئے ہیں، وہ کم تھے تو اس نے ہیلتھ کو واپس کئے، میں ہیلتھ کے دفتر میں بھی گیا، سی اینڈ ڈبلیو کے پاس بھی جاتا ہوں، یہ پیسے کسی کے پاس موجود نہیں، تو میں درخواست کرتا ہوں کہ یہ حکومت کی مرضی ہے جس طریقے سے وہ انکوائری کروانا چاہے اس طریقے سے کرلے لیکن ٹائم بتادیں کہ کتنے وقت میں یہ انکوائری ہو سکتی ہے اور جو ذمہ داران ہیں یا جن لوگوں نے یہ دھوکہ بازی کی ہے یا دغا بازی کی ہے، موجودہ ریٹ کے مطابق ان سے پیسے وصول کرکے مالکان کو دیئے جائیں، مہربانی۔

Mr. Speaker: Minister for Health, to respond please.

جناب تیمور سلیم خان (وزیر صحت): جناب سپیکر، ایک چیز Clear نہیں ہے، اگر یہ Normal cost پہ پیسے واپس ہوئے تو جب بھی اگر کسی پراجیکٹ پہ پیسے Spend نہیں ہوتے تو وہ Provincial consolidated fund میں واپس چلے جاتے ہیں، ایک تو اگر ایم پی اے صاحب اس Type کی کوئی سیچویشن ہو، جب وہ کر رہے ہیں تو پھر اس میں انکوائری پیسوں پہ وہ نہیں بنتی، اگر ان کے خیال میں یہ جو آر ایچ سی تھا، جس کے بنانے کے لئے Exploit کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی نالج ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھ کر میرے خیال میں پھر تو وہاں پہ انکوائری کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ان کے خیال میں کوئی

Misappropriation ہوئی ہے، دس سال پرانا کیس ہے، مجھے ایک دو ڈیٹیلز ملی ہیں، ایک وہ یہ کہہ رہے ہیں، اس لئے اس کی زمین پہ کوئی ایشو تھا، اس کی وجہ سے شاید Delay ہوا تھا، Originally یہ تو میرے خیال میں اگر ایم پی اے صاحب ڈیپارٹمنٹ میں آئیں، ہم دیکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں، آپ نے ان کا ایشو سن لیا۔

وزیر صحت: ہاں جی، Resolve کر دیتے ہیں، اگر وہاں پہ Health facilities کی Requirement ہے تو ہم یہ Option دیکھ کر مختلف Options دیکھ کر بھی ان کے حلقے کی ساری Health facilities پہ ان سے ایک میٹنگ کر کے ان کے Issues resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، بادشاہ صالح صاحب، آپ ان کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

ملک بادشاہ صالح: بالکل سر جی، میں Agree ہوں لیکن یہ انکوائری آپ ان پیسوں پہ کریں، انکوائری جب کوئی چوری کرے، اس کی انکوائری نہیں بن سکتی، یہ اس طرح بات تو نہیں ہے، میں درخواست کرتا ہوں کہ انکوائری کریں، جس طریقے سے بھی یہ کریں لیکن وہ مالکان ایک دفعہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بیٹھ کے کیونکہ یہ تو دس سال پرانی بات ہے، بیٹھ کر یہ سارا مسئلہ آپ کا حل کر دینگے۔

ملک بادشاہ صالح: سر، ہم تو اس پہ الزام نہیں لگاتے لیکن اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مالکان اب ہسپتال پہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں، میں کیا کروں گا؟ اگر وہ ایک دفعہ۔۔۔۔

جناب سپیکر: لیکن وہ کرینگے، آپ ایک 15 منٹ کے لئے ان کے ساتھ نشست کر لیں تاکہ آپ کا یہ ہیلتھ کا ایشو، اگر وہاں پہ واقعی ہے، یہ Resolve ہو جائے، ٹھیک ہے؟

ملک بادشاہ صالح: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ ابھی جو اگلا کال اٹنشن ہے، اس پہ تو بات Already ہو چکی ہے۔ عنایت اللہ خان صاحب، آپ کی اور۔۔۔

جناب عنایت اللہ: اس کو Read out بھی کریں گے۔ ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ آپ کا اور دونوں کا جوائنٹ ہے، چلیں پیش کریں، کال اٹنشن نوٹس نمبر 2210، نگہت اورکزئی صاحبہ، عنایت اللہ خان صاحب، کون پیش کرے گا؟

جناب عنایت اللہ: یہ میں پیش کروں یا آپ پیش کرتی ہیں؟

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آپ پیش کریں۔

جناب عنایت اللہ: ٹھیک ہے۔ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔ ہم وزیر برائے محکمہ صحت کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کروانا چاہتے ہیں، وہ یہ کہ حکومت نے اے آئی پی پراجیکٹ کے تحت نئے ضم شدہ اضلاع میں چار سو اکیاسی (481) نرسز بھرتی کی تھیں، ان کے آرڈرز ایشو کرنے کے بعد معطل کئے تھے۔ اس مسئلے کو اسمبلی فلور پر بھی اٹھایا گیا اور باہر نرسز کے احتجاج کی وجہ سے ان بھرتیوں پر انکوائری مقرر کی گئی، اب بھرتیوں کی انکوائری میں بے قاعدگی ثابت نہیں ہوئی ہے، لہذا حکومت سے درخواست ہے کہ ان کے اپوائنٹمنٹ آرڈرز جاری کرے۔ یہ اسمبلی کے اندر اس پہ احتجاج ہوا تھا، ان کے اپوائنٹمنٹ آرڈرز کو معطل کیا گیا اور اپوائنٹمنٹ آرڈرز کی معطلی کے بعد انکوائری ہوئی، اب انکوائری کے نتیجے میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ ان لوگوں کو غلط طریقے سے بھرتی نہیں کیا گیا ہے، یعنی میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب قبائلی اضلاع کے حق میں ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ قبائلی اضلاع کے اندر اگر ٹیکنیکل پوسٹوں کے لوگ اپنے Available ہوں تو آپ Rules کے اندر ترمیم کرکے ان کو یہ اختیار دے دیں، حکومت کو اختیار دیں کہ وہ قبائلی اضلاع کے لوگوں کو بھرتی کرے لیکن اگر یہ سپیشلائزڈ پوسٹیں ہیں جن میں Male / Female nurses ہیں، وہ قبائلی اضلاع کے اندر Available نہ ہوں، ان کو آپ بھرتی نہیں کرتے ہیں تو یہ بھی آپ قبائلی اضلاع کا نقصان کرتے ہیں کیونکہ قبائلی اضلاع کے ہاسپٹلز کے اندر Nursing career incomplete ہوگا، نامکمل ہوگا، کمزور ہوگا، Nursing Care, Health Care Provision System کا اور Health Care Delivery System کا انتہائی Important ستون ہے، اس لئے ہم سمجھتے ہیں کہ ان نرسز کو ان کے اپوائنٹمنٹ آرڈرز بحال کئے جائیں۔ منسٹر صاحب، چونکہ یہ ایک بہت بڑا Known case ہے، منسٹر صاحب ایوان کو اس بات پہ آگاہ بھی کریں۔ میرا جو Co-mover ہے، میری جو Co-mover ہے، نگہت بی بی، ان کو بھی موقع دیں کہ وہ بھی اس پہ بات کریں۔

جناب سپیکر: جی نگہت بی بی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر صاحب، اس پہ بارہا یہاں پہ بات ہوچکی ہے، میں سمجھتی ہوں کہ جن لوگوں کو آرڈرز ایشو ہوچکے ہیں، چاہے وہ Settled اضلاع کے ہیں یا چاہے وہ دوسرے اضلاع کے ہیں، اس میں میں ایک تجویز جو پہلے بھی دے چکی ہوں، ابھی بھی دے رہی ہوں، میں نے منسٹر صاحب کو آپ کے توسط سے یہ بات بتائی تھی کہ چالیس لوگ جو ہیں وہ Through Public Service

Commission ان کی اپوائنٹمنٹ کہیں اور ہو چکی ہے، باقی ایک سو بیس (120) یعنی ان چالیس (40) کے ساتھ ایک سو بیس (120) جو نرسز ہیں، ان میں کچھ اب جیسے میں پشاور میں رہتی ہوں، میں نرس ہوں اور مجھے کوئی کہے کہ جا کر تیراہ میں آپ جاب کرو تو میں نہیں جاؤں گی، اس لئے نہیں جاؤں گی کہ تیراہ میں میرا رہنا، وہاں پہ کھانا پینا، وہاں سے آنا جانا میرے لئے بہت مشکل کام ہے، تو جو One hundred twenty leftover vacancies ہیں، یہ میں Surety کے ساتھ کہتی ہوں کہ ایک سو بیس (120) ان کے پاس جو بچتی ہیں، انہوں نے ایک سو اسی (180) کا کہا ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ ایک سو اسی (180) ملیں گی، میں کہتی ہوں کہ آپ ایک سو بیس (120) دے دیں جن کے آپ نے اپوائنٹمنٹ لیٹرز ایشو کر دیئے ہیں، جو چاہے Settled area سے ہیں یا جو بھی ہے، جو Vacancies باقی رہ گئی ہیں ان لوگوں کو یہ روزگار دیں تاکہ ان لوگوں کے گھر کا خرچہ چلے۔ Already we are very late، میں آپ کے توسط سے دوبارہ ان سے ریکویسٹ کرتی ہوں کہ خدا کے لئے ان کا روزگار ان کو دے دیں تاکہ وہ Settled area سے-----

Mr. Speaker: ٹھیک ہے، Thank you. Respond, please.

وزیر صحت: جناب سپیکر، کہتے ہیں کہ دیر آید درست آید، میں تو پہلے دن سے یہ کہہ رہا تھا کہ جو اچھا کام ہوتا ہے، اس کو روکنے سے ہمارے صوبے کے عوام کا ہی نقصان ہوتا ہے، یہ ان شاء اللہ جیسے ہی انکوائری رپورٹ آ جائے گی، اگر یہ چاہتے ہیں، ان کے ساتھ ایک کمیٹی بھی بنا دیتے ہیں، اگر انہوں نے ٹائم وہ کرنا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ نگہت بی بی کے اور عنایت صاحب کے Comments on the record آئیں کہ پریس بھی Pick کر لے، میں نے انکوائری رپورٹ وہ نہیں دیکھی، عنایت صاحب نے دیکھی ہے، اچھا ہے، انہوں نے انکوائری رپورٹ میں کلین چٹ بھی دے دی ہے، اب میں دوبارہ سے سیکرٹری پی اینڈ ڈی کو کہہ دوں گا کہ اگر عنایت صاحب کو دکھائی ہے، مجھے بھی Finalize کر کے دکھا دیں، ان شاء اللہ یہ جو ہم دونوں ہیں، میرے خیال میں Through policy action ہم قبائلی اضلاع کے بھی اور Settled districts کے لوگوں کو بھی Accommodate کر سکتے ہیں لیکن I hope کہ یہاں سے ایک Lesson ساری اسمبلی سیکھ لے کہ جنہوں نے اس پہ اعتراض کیا تھا، ان کی وجہ سے آج ان ہاسپٹلز میں ایک سو اسی (180) نرسز کم ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، آپ نے کمٹمنٹ کی ہے، منسٹر صاحب نے ڈیپارٹمنٹ کو ہدایت بھی کی ہے، پی اینڈ ڈی کو کہ وہ آپ کو جلد از جلد یہ رپورٹ Submit کرے۔ میں بھی پی اینڈ ڈی کو ہدایت کرتا ہوں کہ Within next five, six days, seven days انکوائری منسٹری کو بھیجیں تاکہ اس کے بعد آگے یہ Proceed کر سکیں، اتنا Delay، اتنی بڑی وہ چیز نہیں ہے، ختم کریں اس انکوائری کو اور پیش کریں۔ تھینک یو۔

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا اربن ایریاز ڈیویلپمنٹ اتھارٹیز مجریہ 2022ء کا پیش کیا جانا

Mr. Speaker: Item No. 8: The Minister for Local Government, who will? Kamran Bangash Sahib, to please introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Urban Areas Development Authorities (Amendment) Bill, 2022, in the House.

Mr. Kamran Khan Bangash (Minister for Higher Education): Thank you, Mr. Speaker. I request to introduce the Khyber Pakhtunkhwa, Urban Areas Development Authorities (Amendment) Bill, 2022, in the House.

Mr. Speaker: The Bill stands introduced.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی مجریہ 2022ء کا زیر غور لایا جانا

Mr. Speaker: Item No. 9, 'Consideration of Bill': Minister for Finance, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be taken into consideration at once.

Mr. Taimur Saleem Khan (Minister for Finance): Mr. Speaker, I request that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be taken into consideration at once.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be taken into consideration at once? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 10 of the Bill: There is a patent error in the Bill, so, clause 11 is rectified as clause 10. Clauses 1 to 10 of the Bill: Since, no amendment has been proposed by any honorable Member in clauses 1 to 10 of the Bill, therefore, the question before the House is that clauses 1 to 10 may stand part of the Bill? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. Clauses 1 to 10 stand part of the Bill. Preamble, long title also stands part of the Bill.

مسودہ قانون (ترمیمی) بابت خیبر پختونخوا پبلک پروکیورمنٹ ریگولیٹری اتھارٹی مجریہ 2022ء کا پاس کیا جانا

Mr. Speaker: 'Passage Stage': The Minister for Finance, to please move that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be passed.

Minister for Finance: Mr. Speaker, I request that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be passed.

Mr. Speaker: The motion before the House is that the Khyber Pakhtunkhwa, Public Procurement Regulatory Authority (Amendment) Bill, 2022 may be passed? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against it may say 'Noes'.

(The motion was carried)

Mr. Speaker: The 'Ayes' have it. The Bill is passed.

قرارداد

Mr. Speaker: The Minister for Rehabilitation and Settlement, to please move the resolution under Article 144 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, in the House.

جناب عنایت اللہ: جناب سپیکر، مجھے تھوڑی اس پہ بات کرنی ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: جناب سپیکر، میں بھی اس پہ بات کرنا چاہتی ہوں، اس لئے مجھے بھی موقع دیں۔

جناب سپیکر: Move تو ہو پھر بات کریں۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: ہاں ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker: Law Minister, to move please.

Mr. Fazl Shakoor Khan (Minister for Law): In pursuance of Article 144 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, the Provincial Assembly of Khyber Pakhtunkhwa hereby resolves that the Majlis-e-Shoora (Parliament), may by law or an amendment in the law, regulate the reforms and setting up of a coordinated and comprehensive National Disaster Management System and provide for matters connected therewith or incidental thereto.

جناب سپیکر: آپ پہلے اس کو Explain کریں، This is a resolution.

وزیر قانون: سر، اصل میں مجلس شوریٰ نیشنل پارلیمنٹ جو ہے، فیڈرل گورنمنٹ اس کو یہ اختیار دے رہی ہے کہ این ڈی ایم اے وہ کچھ امنڈمنٹس کرنا چاہ رہا ہے، اس میں انہوں نے ہم سے ریکویسٹ کی ہے کہ ہمیں آپ کی طرف سے چونکہ ابھی Eighteenth Amendment کے بعد یہ ہمارے پاس آ گیا ہے، انہوں نے ریکویسٹ کی ہے، ہم اس کی وجہ سے یہاں سے ایک اہم ریزولیوشن پاس کر رہے ہیں، ہم اپنا یہ اختیار امنڈمنٹ کے لئے ان کو دے رہے ہیں لیکن اس پہ پہلے بھی بحث ہوئی ہے، اس طرح نہیں ہے کہ یہ First time یہ ریزولیوشن ہوئی ہے۔ دوسری بات یہ ہے، اس کی Reason یہ ہے کہ National Calamity Act, 1958 اور ERRA Act, 2011 یہ دونوں اس وقت enactment موجود ہیں، ان دونوں میں Conflict ہے اور ERRA کے نیچے PERRA بھی کام کر رہا ہے، ایک کنفیوژن سی ہے، Main reason اس کی یہ ہے کہ وہاں پہ ایک اس طرح کی-----

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں یہ ہے کہ ERRA / PERRA کو ختم کر کے این ڈی ایم اے میں ضم کرنا چاہتے ہیں-----

وزیر قانون: جی سر۔

جناب سپیکر: تاکہ ایک ہی وہ اتھارٹی چونکہ یہ تو ایک وقتی طور پہ بنی تھی، چلیں عنایت خان، بات کریں۔

جناب عنایت اللہ: شکریہ جناب سپیکر صاحب، یہ بڑا Sensitive issue ہے اور بظاہر آپ ERRA اور PERRA کو این ڈی ایم اے کو Handover کر رہے ہیں لیکن عملاً آپ Eighteenth Constitutional Amendment کو رفتہ رفتہ ختم کرنے کی Reverse کرنے کے لئے یہ شروعات ہیں، اس سے پہلے بھی ایک ریزولیوشن اسمبلی سے پاس ہو چکی ہے، ظاہر ہے آپ کی میجارٹی ہے اور اس کو Majoritorian democracy کہتے ہیں کہ آپ اپنی میجارٹی کی بنیاد پہ اپنا ایک ایک اختیار

ان کو حوالہ کریں، آپ اس میجارٹی کی بنیاد پر ہر اختیار ان کو حوالہ کر سکتے ہیں لیکن یہ جو شروعات ہیں، یہ ٹھیک نہیں ہیں ہماری اس صوبے کے نمائندوں کی حیثیت سے، کیونکہ تمام پولیٹیکل پارٹیز نے صوبائی خود مختاری کے لئے Autonomy کے لئے جدوجہد کی ہے، اس بنیاد پہ ہم یہ اپنا حق سمجھتے ہیں، اپنے لوگوں کے مقروض ہیں، ان کی نمائندگی کریں، یہ بات کریں کہ صوبوں کے حقوق مرکز کو منتقل کرنا اور آرٹیکل 144 جو کہ اس کے اندر یہ Provision موجود ہے، اس کا استعمال کرنا اور اس کے نتیجے میں صوبوں کے حقوق وہاں منتقل کرنا، یہ Eighteenth Constitutional Amendment کی Spirit کے Against ہے، آپ اگر ERRA اور PERRA کو ختم کر رہے ہیں تو آپ اس کو ہمارے پی ڈی ایم اے کے اندر کیوں نہیں لے آتے؟ پشاور جو ہماری Provincial Disaster Management Authority ہے اس کے اندر کیوں نہیں لاتے ہیں، اپنا اختیار ان کو کیوں دے رہے ہیں؟ ڈپٹی کمشنر کا آفس آپ کے پاس ہے، کمشنر کا آفس آپ کے پاس ہے، پولیس آپ کے پاس ہے، Disaster جب ہو جاتی ہے تو یہ لوگ پہلے پہنچ جاتے ہیں، صوبائی حکومت آفات کے اندر Constitution کے اندر آرمی کو بھی بلا سکتی ہے، اس کی بھی ریکویسٹ کر سکتی ہے، اس لئے اگر کوئی آفت آجاتی ہے، آپ کو آرمی کی سپورٹ کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو آپ Requisition کر سکتے ہیں، اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ فیڈرل اداروں کو اپنا اختیار منتقل کرنے کی بجائے اپنے اداروں کو Empower کریں۔ سچی بات یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ بات بظاہر چھوٹی سی ہو کہ ERRA اور PERRA کو آپ این ڈی ایم اے کے اندر ضم کر رہے ہیں یا یہ اختیار ان کو دے رہے ہیں، یہ بظاہر چھوٹی بات ہو لیکن یہ جو شروعات ہیں، Symbolically یہ فیڈریشن کے لئے اور چھوٹے صوبوں کے لئے ٹھیک نہیں ہیں۔ اس طرح جو روایت چل پڑے گی، ہمارا ایک ایک اختیار مرکز کے پاس جائے گا، میرا خیال ہے، Eighteenth Constitutional Amendment کی جو Spirit ہے وہ Kill ہو جائے گی۔ میں یہ بات کہنا چاہ رہا تھا، میں سمجھتا ہوں، باقی ہمارے مشران بھی اس پہ بات کرینگے۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی درانی صاحب۔

<u>جناب اکرم خان درانی (قائد حزب اختلاف)</u>: جناب سپیکر صاحب، جو ریزولیوشن لا رہے ہیں، عنایت اللہ خان نے بڑی اچھی روشنی اس پہ ڈالی، چونکہ Eighteenth Amendment پہ وہاں کوشش ہو رہی ہے کہ جو اختیار انتظامی امور پہ یا مالی امور پہ وہ صوبوں کو مل رہا ہے، اس پہ لوگ ناراض ہیں، ایک ایک

چیز کو دوبارہ لانے کی کوشش کر رہے ہیں، سینیٹ میں بھی ایسے لوگ ہیں جو نمائندگی کسی اور کی کرتے ہیں، وہاں پر بھی اس مسئلے کو اچھالا گیا لیکن سینیٹ میں بھی وہاں پر اکثریت نے بات کی کہ Eighteenth Amendment جو ہے اس میں وہ غریب صوبے، جس طرح ہمارا صوبہ بلوچستان ہے، خیبر پختونخوا ہے، سندھ ہے، ان کو اس امنڈمنٹ کے ہوتے ہوئے بہت زیادہ اختیارات ملے، ابھی اگر ہم خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماریں، ایک خوبصورت چیز پیش کر کے کہ ERRA اور PERRA نے کام نہیں کیا، اس بنیاد پر ہم این ڈی ایم اے کے حوالے کرتے ہیں، مجھے آپ بتا دیں کہ یہ ERRA اور PERRA میں اختیار کس کا تھا؟ اگر وہاں پر انہوں نے اس کو اچھی طرح سے نہیں چلایا، زلزلے کے وقت چونکہ میں چیف منسٹر تھا، میں نے خود وہاں پر ایک مہینہ کیمپ میں لگا کر ایبٹ آباد میں وہاں سے چلاتا رہا، صوبائی افسران اور صوبائی حکومت کی کوششوں سے ایک واقعہ بھی آپ نکالیں، میں اس ہاؤس میں یہ پیش کر سکتا ہوں کہ اگر ایک آدمی بھی روڈ پہ احتجاج پہ نکلا ہو کہ مجھے ٹینٹ نہیں ملا ہے، مجھے کھانے کی ضرورت ہے یا مجھے کوئی ریلیف نہیں دیا گیا ہے، یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ اتنے بڑے اضلاع میں وہاں پر جو سارے لوگ وہاں پر زخمی تھے، شہید ہوئے تھے، ان کے املاک تباہ ہوئے تھے لیکن صوبائی گورنمنٹ کی کوشش تھی کہ وہاں پر لوگوں نے ناراضگی کا اظہار نہیں کیا، بلکہ اسی دن ہم نے امنڈمنٹ کر کے جتنی بھی ضرورت تھی، آپ ایبٹ آباد سے تعلق رکھتے تھے، ایبٹ آباد بھی اس میں شامل تھا، جو بھی بنیادی ضرورت تھی وہ میں نے آپ کے ناظم اور آپ کے ذریعے لوگوں کو پہنچائی، کسی نے شکوہ بھی نہیں کیا، لہذا ابھی ایک ایک چیز کو ہم کس طرح اپنی خود مختاری دے رہے ہیں، ہمارے اپنے یہاں پر جس طرح عنایت اللہ خان نے کہا کہ پروانشل گورنمنٹ کو آپ یہ حکم بھی دے سکتے ہیں، کہیں پہ بھی Disaster ہے، آپ ڈپٹی کمشنر وہاں پر متعلقہ پولیس کو ہدایات بھی جاری کر سکتے ہیں کہ فوری ایکشن لے لیں، وہاں پر آپ کے جتنے بھی صوبے کے ماتحت عاملہ کے ارکان ہیں، وہ آپ کو ہدایات بھی دیتے ہیں، ابھی وہ اختیار جو ہمارے پاس ہے وہ ہم دے رہے ہیں، وہاں پر این ڈی ایم اے کو تو پلیز، میں گورنمنٹ سے بڑے ادب سے استدعا کرتا ہوں کہ انگوٹھا چھاپ نہ بنے، اس طرح آپ صوبے کا اختیار جو ہے، پھر آپ لوگ پچھتائیں گے۔ یہاں پہ خدانخواستہ کوئی مسئلہ آتا ہے تو آپ کے اختیار میں ایک چیز ہے، آپ کسی کو دے رہے ہیں، یہاں پر ہماری ساری اپوزیشن اس پہ بات بھی کرے گی، ہم اس کو Oppose کر رہے ہیں، گورنمنٹ سے بھی یہ درخواست کرتے ہیں کہ ایک خوبصورت خواب جو آپ کے ذہن میں کسی نے ڈالا ہے، یہ حقیقت میں

آپ اپنے اختیار کو کسی دوسرے کو دے رہے ہیں، پلیز اس طرح نہ کریں، یہ آج آپ ہیں کل دوسرا ہوگا، آپ کا چیف منسٹر پھر مجبور ہوگا، کسی دوسرے کے سامنے ریکویسٹ کرنے کے لئے، ابھی آپ کا صوبہ بااختیار ہے، آپ فوج کو بھی بلا سکتے ہیں، آپ کے ساتھ اگر بڑا Disaster ہے تو اس میں وفاق کے علاوہ آپ کے ساتھ بین الااقوامی دنیا بھی مدد کرتی ہے، جس طرح ہمارے ساتھ زلزلے میں کیا، پلیز آپ سے بھی اور آپ کے توسط سے ہم وزراء سے بھی ریکویسٹ کرتے ہیں کہ اس کو اس طرح پاس نہ کریں، اپنا اختیار وہ وہاں پر وفاق کو نہ دیں۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر:</u> تھینک یو، درانی صاحب۔ اس کے بعد نگہت بی بی۔

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> تھینک یو، جناب سپیکر صاحب۔ یہاں پہ بیٹھی ہوئی تمام پارٹیاں جو کہ اپوزیشن کے نام سے پہچانی جاتی ہیں، ہم اس ریزولیوشن کو Strongly oppose کرتے ہیں، ہم اس کو Oppose کریں گے، باقی میجارٹی آپ کی ہے لیکن بات یہ ہے کہ آہستہ آہستہ اب وہی بات آگئی ہے جو میں شروع دن سے کہہ رہی تھی کہ آپ کے بیوروکریٹس جو کام نہیں کر سکتے ہیں، جن پہ کام کرنے کا جب بوجھ آجاتا ہے تو وہ بیوروکریٹس آپ کو ایک پٹی پڑھا دیتے ہیں کہ جناب عالی، یہ ایسا کریں، اس کو وہاں پہ حوالہ کر دیں، ERRA کام نہیں کر رہا اور PERRA کام نہیں کر رہا، یہ کام نہیں کر رہا، جیسے کہ درانی صاحب نے بات کی، جیسے کہ عنایت اللہ صاحب نے بات کی، یہاں پر ابھی ہمارا چیف منسٹر وہ خود مختار ہے، وہ فوج کو بھی طلب کر سکتا ہے، وہ پولیس کو بھی طلب کر سکتا ہے، وہ جیسے کہ انہوں نے بتایا کہ باہر کی دنیا کے لوگوں کو بھی متوجہ کر سکتا ہے، ان کا اختیار بھی لے سکتا ہے، ان سے مدد بھی مانگ سکتا ہے، فیڈرل سے بھی مدد مانگ سکتا ہے، یہ میں سمجھتی ہوں کہ بیوروکریٹس کو اٹھارہویں ترمیم سے بہت زیادہ تکلیف ہے، ہم نے آج ایک اختیار اگر فیڈرل کو دیا تو آہستہ آہستہ آپ اٹھارہویں ترمیم کو ختم کرنے کے لئے آپ درپے ہیں، اٹھارہویں ترمیم کے ساتھ آپ کو یہ سارا کچھ جو بیوروکریٹس بتا رہے ہیں، ان کے سہانے خواب جو ہیں، خدا کے لئے اس اسمبلی کے Through پاس نہ کرائیں۔۔۔۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you.

<u>محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی:</u> جناب سپیکر صاحب، ایک منٹ اور دے دیں، پھر میں آپ سے ریکویسٹ کرونگی کہ پورے اختیارات نیشنل اسمبلی کو، سینیٹ کو دے کر اس اسمبلی کو تالا لگائیں، پھر کہیں کہ چلیں ہم لوگ چھٹی کرتے ہیں، یہاں سے تو سب اختیارات، لاء پاس کرنے کے اختیارات، امنڈمنٹس، سب کچھ

تو وہ نیشنل اسمبلی کرے گی، ہم نے ایک اختیار ان کو دیا تو اس کا مطلب ہے کہ ہم اٹھارہویں ترمیم، اس Base کو آہستہ آہستہ ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تھینک یو۔

جناب سپیکر: تھینک یو۔ سردار یوسف صاحب۔

سردار محمد یوسف زمان: شکریہ جناب سپیکر، عجیب منطق ہے کہ اس سے پہلے اٹھارہویں ترمیم ختم کرکے اور جو اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو خود مختاری ملی، کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ اختیارات نچلی سطح تک منتقل کئے جائیں تاکہ عوام کو سہولت ہو، عوام کی فلاح و بہبود کے لئے کام کیا جائے۔ یہ جو صوبائی اختیارات ہیں، اگر واپس مرکز کو دیئے جائیں گے تو یہ دوبارہ وہی تکلیف ہوگی، جس کے لئے بڑی جدوجہد کی، صوبائی حکومتوں نے وقتاً فوقتاً اپنے وقت میں بڑی کوشش کی اور اختیارات منتقل ہوئے، جس طرح کہ اب این ڈی ایم اے کو پورے اختیارات مل گئے، Already ہم اس Process سے گزرے ہیں، جب ERRA بنا تھا تو اس وقت میں اپنے ضلعے کا ناظم تھا، اس وقت درانی صاحب چیف منسٹر تھے، حالانکہ انہوں نے، چونکہ ERRA کی اتھارٹی بنی، صوبائی گورنمنٹ Involve نہیں تھی جس کی وجہ سے بہت ساری مشکلات پیش آرہی تھیں، پھر صوبائی حکومت کی طرف سے یہ آئینی حق رکھتے ہوئے کہ یہ صوبائی حکومت کو، صوبائی گورنمنٹ کو بائی پاس نہیں کرسکتے، اس وجہ سے پھر PERRA بھی بنایا گیا، PERRA کے ذریعے یہاں پر جو متاثرین زلزلہ تھے، ان کے کام وغیرہ ہوئے اور بہت سارے ایسے کام جو کہ پہلے Strategy میں شامل نہیں ہوسکے تھے وہ بھی شامل کئے گئے۔ اس پر یعنی جو صوبائی سطح پر جو اختیارات منتقل ہوئے، پھر ضلعی سطح پر، ہر جگہ میں کام بھی ہوئے، لوگوں کو ریلیف بھی ملا، آج میرے خیال میں پتہ نہیں کہ کس وجہ سے کسی نے یہ Proposal دی ہے کہ یہ اختیارات دوبارہ منتقل کریں، حالانکہ جو اس وقت کام رہ گیا تھا، آج تک وہ لوگ ابھی تک متاثر ہیں، ہم ERRA کے پاس جاتے ہیں، اب این ڈی ایم اے بن گیا ہے، این ڈی ایم اے کے پاس جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وسائل ہی نہیں ہیں، اب وسائل نہیں، ہمارے تقریباً پانچ سو سکول ابھی تک نہیں بنے تھے۔ آخر میں انہوں نے یہ کہا کہ یہ اب صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے، صوبائی ڈیپارٹمنٹ ہے، صوبائی گورنمنٹ ہے، KP Government کی ذمہ داری ہے کہ یہاں سکول نہیں بنے وہ بنا دیں۔ اب ہم نے سنا ہے کہ ان کی منظوری ہوئی ہے اور کام شروع ہوا ہے، اتنے عرصے تقریباً دس گیارہ سال کے بعد یہ جو انہوں نے اس کا فیصلہ کیا، جہاں ڈائریکٹ لوگ متاثر ہوئے، جہاں سکول تباہ ہوئے، ہسپتالیں تباہ ہوئیں، لوگ وہاں پر

شہید ہوئے، ان کو ریلیف ملنے کے لئے صوبائی حکومت کو کہا گیا، اب صوبائی حکومت پتہ نہیں کس وجہ سے یہ سوچ رہی ہے، اس اسمبلی سے اس کو دوبارہ اختیارات ان کو دیئے جائیں تاکہ اسی طرح لیت ولعل سے کام چلتا رہے اور لوگوں کو ریلیف بھی نہ ملے۔ صرف ایک بات سے ہم ساری اپوزیشن اتفاق کرتے ہیں کہ اختیارات زیادہ سے زیادہ صوبوں کو ملنے چاہئیں، صوبوں سے بھی Devolve ہو کر لوکل کونسلز جو بن رہی ہیں، ان کو ملنے چاہئیں تاکہ ڈائریکٹ لوگوں کو ریلیف ملے، ڈائریکٹ لوگوں کو فائدہ ہو۔ اس میں یعنی دوبارہ اگر اختیارات مرکزی سطح تک چلے گئے، Approach ہی نہیں ہو سکتی، عام شخص کی Approach نہیں ہو سکتی، وہاں پر لوگوں کو ریلیف مل بھی نہیں سکتا، اس وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پارٹی بھی اس کی حمایت کرتی ہے کہ یہ اختیارات منتقل نہ کئے جائیں بلکہ زیادہ سے زیادہ اور اختیارات حاصل کئے جائیں تاکہ اس صوبے کے لوگوں کو بھی فائدہ ہو، عوام کو بھی فائدہ ہو اور اس بل کو بھی واپس لیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی، منسٹر صاحب۔

محترمہ شگفتہ ملک: سر، میں بھی اس پہ بولنا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی ملک صاحبہ۔

محترمہ شگفتہ ملک: تھینک یو جناب سپیکر صاحب، مجھے بہت انتہائی افسوس کے ساتھ یہ بات، کیونکہ ابھی میں نے یہ ریزولیوشن، ایک جمہوری حکومت اور Elected حکومت جو اپنے آپ کو کہہ رہی ہے، مجھے بہت افسوس ہے کہ میں اس حکومت کے شروع سے یہ بات سن رہی تھی، Eighteenth Amendment کے Roll back کے حوالے سے لیکن آپ دیکھیں کہ آغاز ہماری اس اسمبلی سے ہوتا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ Eighteenth Amendment جو کہ تیرہ چودہ پولیٹیکل پارٹی پالیمینٹیرین بیٹھ کر یہ پاس کرتے ہیں، یہاں پہ درانی صاحب نے بات کی کہ اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مارنے والی، یہ لوگ بہت پچھتائیں گے، اگر Elected لوگ ہیں اور اگر واقعی ان کی پارٹی پولیٹیکل اور جمہوری پارٹی ہے تو آج یہ اسمبلی میں بیٹھے ہیں، یہ جو کچھ ان سے کروایا جارہا ہے، میرے خیال میں ان کے پاس اختیار نہیں ہے، ان کو جو کچھ Written دیتے ہیں، یہ آکر اسمبلی میں بول لیتے ہیں لیکن کل کو یہ اسمبلی میں نہیں ہوں گے تو یہ پچھتائیں گے، وہ باتیں جو کنٹینر پہ یہ لوگ کرتے تھے، یہ باتیں پھر دوبارہ یہ کنٹینر پہ جا کر کریں گے۔ بہت Strongly میں اس چیز کو Condemn بھی کرتی ہوں، میں Oppose بھی کرتی ہوں، عوامی نیشنل پارٹی بہت Clear ہے، اس سے پہلے بھی ایجوکیشن میں آپ نے دیکھا کہ ایجوکیشن جو

Devolved subject ہے، یہاں کے صوبائی وزیر بیٹھے ہوتے ہیں، ہمارے وفاق سے وزیر اعلان کرتے ہیں کہ ہم نے سکول بند کر دیئے ہیں، یہ ساری وہ چیزیں ہیں جو اٹھارہویں ترمیم کے خلاف ہو رہی ہیں۔ سر، یہ بات میں Clear کر دوں کہ یہاں پہ بیٹھے ہوئے لوگ کل کو پچھتائیں گے کہ جمہوریت کے خلاف جس طریقے سے یہ آمریت والی چیزیں کر رہے ہیں، مجھے افسوس ہے، اس پہ ہم Strongly protest بھی کریں گے، ہم Protest کے ساتھ ساتھ اس کو Condemn بھی کرتے ہیں اور کبھی بھی Eighteenth Amendment کو Roll back کی جو باتیں ہیں ان کو ان شاءاللہ ہم کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ میں بار بار ان سے کہتی ہوں کہ اگر آپ جمہوری لوگ ہیں، آپ Elected لوگ ہیں تو یہ ریزولیوشن جو آپ نے پیش کی ہے، اس پہ آپ کو پچھتاوا بھی ہو گا، آپ شرمندہ بھی ہوں گے۔ تھینک یو۔

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you,ji. Minister for Law.

<u>محترمہ نعیمہ کشور خان:</u> سر، مجھے بھی بات کرنی ہے، دو منٹ دے دیں۔

<u>جناب سپیکر:</u> ہو گیا، ان کی جگہ درانی صاحب نے۔

<u>جناب عنایت اللہ:</u> جناب سپیکر صاحب، قابل وزیر دے ، ھغه دې جواب ورکړی کنه۔

<u>جناب سپیکر:</u> فنانس منسٹر Respond کر رہے ہیں، Finance Minister will respond.

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> نہیں، منسٹر کو جواب دینے دیں، ان کی طبعیت خراب تھی، آج وہ نہیں آ سکے۔

(شور)

<u>جناب سپیکر:</u> انہوں نے چھٹی کی درخواست دی ہے، آپ نے منظور کر لی ہے۔ اقبال وزیر نے چھٹی کی درخواست دی ہے، ہاؤس نے منظور کر لی ہے۔ جی جھگڑا صاحب۔

<u>وزیر خزانہ:</u> جناب سپیکر، جو آخری صاحب ہوں گے تو وہ منسٹر لاء ہی ہیں، وہ کہیں گے لیکن دو تین چیزوں کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ یہ واقعی ایک بہت Important issue ہے۔ ایک تو میں یہ پوچھنا بھی چاہتا ہوں کہ اپوزیشن میں کسی نے یہ سمری یا اس کی جو ڈیٹیلز ہیں وہ پڑھی بھی ہیں یا نہیں؟ پراونشل گورنمنٹ کا Stance یا جس ڈیٹیل میں اس نے اس پہ کام کیا ہو یا اس کے جو Original decisions تھے، وہ پڑھے بھی ہیں یا نہیں؟ میرے خیال میں اس ہاؤس میں ہر کوئی

Agree کرتا ہے کہ پارٹی کی Affiliation ایک طرف، اس فیڈریشن میں جو چھوٹے صوبے ہیں وہ Eighteenth Amendment پہ Compromise نہیں کریں گے، Eighteenth Amendment کی سپورٹ پرائم منسٹر صاحب نے بھی کی ہے، یہ بات بار بار چیف منسٹر صاحب نے بھی کیبنٹ میں کی ہے، اس ایشو پہ سیاست ہوئی تو یہ دو تین چیزیں جو ہیں وہ سامنے لانا ضروری ہیں۔ پہلی چیز یہ ہے کہ جب Originally یہ سمری کیبنٹ کے پاس آئی تو میں On the record کہنا چاہتا ہوں کہ 22 اکتوبر 2019ء کو اسی کیبنٹ اور اسی چیف منسٹر نے فیصلہ کیا تھا، فیصلہ یہ تھا کہ

The Cabinet approves that Relief, Rehabilitation and Settlement Department; Khyber Pakhtunkhwa may ask the NDMA to share the proposed amendment Bill, so that the proposed changes, customized to the needs of Khyber Pakhtunkhwa, may be adopted by amending the National Disaster Management Khyber Pakhtunkhwa Act, 2010 by the Provincial Assembly.

یہ جو بات کر رہے ہیں، Original decision کیبنٹ کا یہی تھا، پھر اس کے بعد این ڈی ایم اے آیا، انہوں نے ڈیٹیل میں ایک ایک امنڈمنٹ، اس کی وجہ کہ وہ کونسی چیز ہے جو In conflict آرہی تھی، وہ نہیں آرہی تھی، وہ ساری Explain تھی، وہ ساری اس سمری میں، اس کے پیچھے اتنی بڑی فائل ہے، اس پہ کئی میٹنگز ہوئیں، ریکویسٹ کی، اس میں تین بڑے پوائنٹس کہوں گا، کیونکہ وہ ضروری ہیں۔ پہلی چیز یہ کہ اگر آپ یہ دیکھیں کہ Disaster management، وہ کسی ٹائپ کا بھی Disaster ہو، وہ Flood ہو، 2010ء میں ہوا تھا، وہ Earthquake ہو، Earthquake localized ہوتا ہے لیکن جو 2005ء میں Earthquake زلزلہ جو ہوا تھا جس کا درانی صاحب نے حوالہ دیا، وہ یہاں بھی ہوا تھا، وہ آزاد کشمیر میں بھی ہوا تھا، اس میں Federal entities کی بڑی Help کی ضرورت پڑی، کیا وہ جو نیشنل ایمرجنسی جس کے ہم ابھی بھی، وہ بیچ میں جو Covid کی نیشنل ایمرجنسی ہے، جس میں ہم نے وفاق کو اتنا اختیار بھی نہیں دیا لیکن وہ بغیر NCOC کی Co-ordination، چاروں چیف منسٹرز اور چاروں Federating units کی Co-ordination کے بغیر وہ Co-ordinate نہیں ہو سکتا تھا، اس میں وفاق نے وہ ساری ویکسین کی Procurement کی، اس میں ہر صوبے نے دوسرے صوبے کے ساتھ Co-ordinate کیا، کہاں سے کسی نے ایمرجنسی پہ جانا تھا، ہر صوبے پہ Boundaries ایک دوسرے کے ساتھ سپورٹ، ایک تو یہ کہ آپ دنیا میں کوئی بھی ملک دیکھ لیں، Disaster management جو

ہے، اس کا ایک National Disaster Management Framework ہوتا ہے کیونکہ Disasters جو ہوتے ہیں وہ Boundaries نہیں دیکھتے، Disaster میں آپ کو جو ہے، یہ امریکہ میں بھی دیکھ لیں، امریکہ سے Strong federation جہاں پہ سٹیٹس کے پاس کتنا اختیار ہوتا ہے، کم ہے لیکن وہاں بھی جو ہے وہ ایک National Disaster Management Framework ہے، جس کے تحت چاہے Hurricane katrina ہو، چاہے کوئی اور Disaster ہو، وفاق کے پاس ایک فریم ورک ہوتا ہے کہ وہ امریکہ کے کسی بھی حصے میں Disaster manage کرے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صوبائی گورنمنٹ اپنے Disaster management کے کنٹرول پہ یا کہیں بھی جہاں پہ اس کی جو، Eighteenth Amendment کی Letter اور Spirit میں، دونوں کی بات کرتا ہوں کہ Eighteenth Amendment کی Letter اور Spirit کہیں بھی اگر Violate ہو، سب سے پہلے یہی پاکستان تحریک انصاف کی گورنمنٹ کھڑی ہوگی کہ ہم نے وہ نہیں کرنا، یہی آئین آپ کو اختیار دیتا ہے کہ جہاں پہ ضرورت پڑے، آرٹیکل 144 وہ ہم سب نے وہ آئین Accept کیا ہے، اگر ہم نے وہ Clause 144 جو ہے، وہ اس نے Accept کی ہے، کسی وجہ سے Accept کی ہے، ایک تو یہ کہ National Disaster Management Framework کے تحت ایک National Disaster Management Fund بنا ہے، این ڈی ایم اے ایک نیشنل ادارہ ہے جس میں سارے صوبوں کی Co-ordination ہے، نمبر ون۔ نمبر ٹو، جو ERRA اور PERRA کی بات ہے، یہ تو وہی بات ہے کہ ادارے بنتے جائیں گے، ادارے ختم ہوتے جائیں گے، ERRA اور PERRA کا ایک Historical context ہے، 2005ء کے Earthquake کے تحت، اس کو ابھی سترہ (17) سال ہو گئے ہیں، ERRA اور PERRA پہ ہم صوبائی خود مختاری کی سیاست نہیں کریں گے، ہاں جس دن ہم نے پی ڈی ایم اے ختم کیا یا پی ڈی ایم اے کا اختیار دیا یا پی ڈی ایم اے ایکٹ کے تحت جو Rights ہیں وہ ہم نے وفاق کو دیئے، پھر آپ بات کریں، وہ ہم نہیں کر رہے۔ یہ جو دو سال Covid میں Nationally ہم نے سیکھا ہے کہ ہم نے ایک National Disaster Management Framework بنانا ہے کیونکہ پھر Covid کے درمیان میں ہم NCOC بھی بنا رہے تھے، وہ فریم ورک بھی بنا رہے تھے کہ اس کے تحت صوبے اور وفاق ایک دوسرے کے ساتھ کیسے کام کر سکتے ہیں؟ یہ اس کی Correction کے لئے ہے۔ تیسری چیز، میں کئی مثالیں دے سکتا ہوں، جہاں پہ ہم نے بار بار چاہے وہ ایجوکیشن کی بات ہو،

کوئی بھی پاکستانی وہ ایک National syllabus جہاں پہ غریب اور امیر کے درمیان فرق ہو اس میں، اس کے Against کوئی بھی پاکستانی وہ اعتراض نہیں کر سکتا لیکن جب ہم وہ National curriculum بنا رہے تھے، ہم نے اختیار فیڈرل گورنمنٹ کو نہیں دیا، ہم نے یہاں پہ ہی، جس طریقے سے اپوزیشن بات کر رہی ہے، چونکہ وہاں پہ ہمارے خیال میں وہ Symbolism غلط ہوتی، ہم نے وہ Syllabus یہاں پہ Approve کیا، اس میں Localized changes بھی کیئے، کہیں پہ ہم نے صوبائی خود مختاری کے Against، اٹھارویں ترمیم کی Letter اور Spirit کے Against نہیں جانا ہے، یہی کام ہم بار بار اپنے Water rights اپنے Gas rights، ان ساری چیزوں پہ ہم صوبائی پوزیشن پر کھڑے ہوئے ہیں، اسی اٹھارویں ترمیم اور اسی آئین پاکستان کے تحت کھڑے ہوئے، یہ بات میں کلیئر کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے نہ کبھی اس صوبے کے اختیار کو کہیں اور دینا ہے، نہ دیا ہے، نہ دیں گے، اگر کسی کا خیال ہے، یہ سمری سامنے ہے، یہ پڑھ لیں، اس میں ڈیٹیلز پڑھ لیں لیکن یہ On the record میں کہنا چاہتا ہوں، جناب سپیکر، For the entire House یہ نہیں ہو رہا، اس National Disaster Management Framework کے تحت اگر ہم نے اپنی Disaster Management Nationally Treat کرنی ہے تو پھر اس کی Strategy وہ Nationally ہی بنے گی، وہ ہر صوبہ اپنا وہ Disaster Management Framework نہیں بنا سکتی، وہ Through the PDMA بنی ہوئی ہے، بہت بہت شکریہ۔

<u>جناب سپیکر</u>: جی درانی صاحب۔

<u>قائد حزب اختلاف</u>: جناب سپیکر صاحب، فنانس منسٹر صاحب ہمارے لئے بہت محترم ہیں لیکن جب بھی کوئی ایسی بات اپوزیشن کی طرف سے آتی ہے تو اس پہ وہ کہتے ہیں کہ سیاسی بات نہ بناؤ، ہم سیاسی لوگ ہیں اور سیاسی پارٹیوں سے Elect ہو کر آئے ہیں، وہ بھی سیاسی پارٹی سے Elect ہو کر آیا ہے، اگر ہم یہاں سیاست پہ بات نہیں کریں گے، سیاسی بات نہیں کریں گے تو کیا مال منڈی میں کریں گے یا بس کے اڈے میں ہم کھڑے ہو کر کریں گے؟ ایک تو پلیز، یہ لہجہ اس طرح استعمال نہ کریں کہ سیاسی لوگ ہیں، ہم سیاسی بات کریں گے اور آپ کو اپنا نقطہ نظر بھی پیش کریں گے، ہم آپ کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ یہ دوسری بات جو اس نے کی کہ 2019ء میں کیبنٹ کے پاس آیا، اپوزیشن والوں کو پتہ بھی ہے کہ اس میں کیا ہے؟ آیا حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ 2019ء میں آپ کی کیبنٹ میں آیا ہے، آپ نے کسی اپوزیشن

لیڈر کو یا اس کے پارلیمانی لیڈر کو اعتماد میں لیا ہے؟ یہ تو آپ کی ڈیوٹی ہے کہ آپ مجھے اعتماد میں لیں گے، میں تو کوئی بھکاری نہیں ہوں کہ آپ کے پیچھے بھاگوں، آپ سے سوال کروں کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ کیا قانون سازی کر رہے ہیں؟ ہمیشہ حکومت کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپوزیشن کو پہلے اعتماد میں لیتی ہے، اگر حکومت ایک کام مجھے بتادے، ان پونے چار سالوں میں انہوں نے کسی چیز پہ بھی اپوزیشن کو اعتماد میں لیا ہے، پھر یہاں پر بل لاتے ہیں، اسی دن لاتے ہیں، آپ پہ زور دیتے ہیں کہ پاس کرو، اس کا تین دن کا جو ٹائم ہوتا ہے وہ بھی نہیں ہوتا، ہم آج بھی اس پہ قائم ہیں۔ میں آپ کو واقعہ بتادوں، اختیارات کا، وہ مجھ پہ گزرا ہے، جب میں سی ایم تھا اور پونے نو بجے زلزلہ آیا، اس دن ہماری نو بجے کیبنٹ کی میٹنگ تھی، عنایت اللہ خان ہمارے ساتھ تھے، اس میں ہم نے فیصلہ کیا کہ میں اور میرے ساتھ سراج الحق فنانس منسٹر فوری طور پر آپ کے ہاں جائیں گے، مانسہرہ جائیں گے کہ موقع دیکھ لیں، میں نے آرمی چیف کو فون کیا، اس نے ہیلی کاپٹر مجھے نہیں دیا، میں نے وزیر اعظم پاکستان کو فون کیا، اس نے مجھے ہیلی کاپٹر دینے سے انکار کیا، میں نے ملک کے پریزیڈنٹ کو ٹیلی فون کیا، اس نے بھی مجھے انکار کیا، میں بے بس تھا، کوئی کرایہ پہ بھی نہیں مل رہا تھا، اس وقت کے آئی جی (ایف سی) تھے یہاں پر، ہزارہ سے اس کا تعلق تھا، میں اس کا مشکور ہوں، شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے Two seater helicopter دیا، میرے ساتھ اس میں پی ایس بھی نہیں جا سکتا تھا، سراج الحق صاحب نے مجھے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ضرور جاؤنگا، میں نے کہا ٹھیک ہے لیکن قلم اور کاپی پھر آپ لے لیں، وہاں پر جو ضرورت ہے وہ آپ نوٹ کراتے جائیں، ہم صرف دو بندے اس ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر مانسہرہ گئے۔ وہاں پر جب ہم گراؤنڈ پہ اترے، بالکل اس وقت بھی زمین ہل رہی تھی، ہیلی کاپٹر کا کوئی امکان نہیں تھا، ہم بھاگتے بھاگتے پھر ایبٹ آباد گئے، ایبٹ آباد میں بھی وہاں پر چیف منسٹر کے انیکسی میں سارا کچھ تباہ تھا، ٹیلی فون کا سسٹم بھی نہیں تھا، ہم وہاں پر بھی کمرے میں نہیں بیٹھ سکتے تھے، بالکل اس طرح پورا ایبٹ آباد ہل رہا تھا، لاشیں اور زخمی تھے۔ پھر اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اس صوبے کا اپنا ہیلی کاپٹر ہونا چاہیئے کہ وہ کسی کا محتاج نہ ہو، پھر ہم نے ایک دو ہیلی کاپٹر کا انتظام کیا، اس کے بعد پھر تھوڑا سا لیٹ ہوا، حیدر خان نے پھر اس کو خریدا، اگر آپ کو وفاقی حکومت مختلف اوقات میں، آج بالکل آپ مزے میں ہیں، وزیر اعظم بھی آپ کا ہے، صوبے کا وزیر اعلیٰ بھی آپ کا ہے لیکن اس وقت سے ڈریں کہ یہاں پر اپوزیشن کی حکومت ہو، وہاں پر کسی دوسری پارٹی کی حکومت ہو تو وہ یہاں کے چیف منسٹر کو ذلیل کرتا ہے کہ عوام کے سامنے شرمندہ ہوں، جب آپ کا وزیر اعلیٰ اس صوبے

کے عوام کے سامنے شرمندہ ہو تو وہ وزیر اعلیٰ نہیں، وہ تو آپ کے صوبے کے تمام عوام اور سیاسی پارٹیاں شرمندہ ہوتی ہیں۔ میں تو آپ کو جو مجھ پہ گزری ہے، اس شرمندگی سے آپ لوگوں کو بچانا چاہتا ہوں۔ خدارا ایسے کام کسی کے کہنے پر نہ کریں، کونسی مجبوری ہے؟ میرے اپنے صوبے کے آفیسرز ہیں، کیا وہ یہ کام نہیں چلا سکتے؟ اگر ERRA / PERRA کو آپ وہاں پر این ڈی ایم اے کے کر دیں تو پراونشل کو نہیں دے سکتے، اس پہ ہمیں حکومت ایسی باتیں نہ کہیں۔ میں ایک دفعہ پھر التجاء کرتا ہوں کہ ہم ہر ایشو کو اٹھائیں گے، ہم ایشوز کو ووٹ کے لئے نہیں اٹھاتے، اس میں ضرور سیاسی لوگوں کا مقصد ہوتا ہے، اس مقصد کے ذریعے پھر ایک رائے ہوتی ہے جو عوام میں جاتی ہے، آپ لوگوں نے اپوزیشن کو ابھی تک ایک روپیہ فنڈ نہیں دیا ہے، مجھے اپوزیشن لیڈر کی حیثیت سے نہیں دیا ہے لیکن آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے لوگ دلبرداشتہ ہوئے، ہم نے پورے صوبے کا الیکشن اس طرح جیتا، جس طرح پورے صوبے میں ایک ہوا آئی ہے، ان شاءاللہ آئندہ بھی دیکھیں گے، میرے یہ سارے برخوردار یہیں پہ ہیں، میں ان سے ریکویسٹ کرتا ہوں، اگر گورنمنٹ کی مجبوری ہے، میں ان کے جو گورنمنٹ کے ایم پی ایز ہیں، ان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا اپنا اختیار کسی اور کو نہ دیں، باقی آپ کی میجارٹی ہے، ہم تو آپ کے ساتھ لڑ نہیں سکتے، اگر آپ پاس کرتے ہیں، ہمارے تو ٹوٹل کتنے لوگ ہیں، ہم کرینگے لیکن ایک ہمارا یہ حق تو ہونا چاہیئے کہ کم از کم اپنی بات کو آپ لوگوں کے سامنے رکھیں، آپ اس کو رد کرتے ہیں، کیا ہمارا اس پہ زور چلتا ہے؟ مہربانی۔

جناب سپیکر: Thank you very much. آپ کی باتیں ریکارڈ پہ آ گئیں۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

محترمہ نعیمہ کشور خان: جناب سپیکر صاحب،۔۔۔۔۔

(قطع کلامی)

جناب سپیکر: اس کہانی کو ختم کریں تاکہ آگے چلیں، بس ہو گیا جی، بہت باتیں ہو گئیں۔ بی بی، بس ہو گیا، آپ کے پارلیمانی لیڈر نے بات کر لی ہے، ٹائم نہیں ہے۔ دیکھیں آگے عصر بھی ضائع ہو گئی، اب مغرب بھی ضائع ہو جائے گی، بس بات ہو گئی، سب کا پوائنٹ آ گیا۔

وزیر قانون: سر، منسٹر فنانس نے تو بہت Detailed explanation دے دی ہے لیکن میں صرف ایک بات اس میں کہونگا کہ جس طرح اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا ہے کہ ہم اپنا اختیار ان کو دے رہے ہیں، اختیار ہمارے پاس یہ بھی ہے، اگر وہ امنڈمنٹ کر لیتے ہیں تو وہ ہم Repeal بھی کر سکتے ہیں، اگر ہمیں

وہ امنڈ منٹس ان کی Acceptable نہ ہوں، اس سے زیادہ اختیار میرے خیال میں ہمارے پاس اختیار ہے، میرا مطلب یہ ہے، اس لئے میں ریکویسٹ کرونگا اگر ہم ریزولیوشن کو پاس کرلیں تو مہربانی ہوگی۔

جناب سپیکر: I will put it to vote. ٹھیک ہے ووٹنگ کے لئے Put کروں؟ لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: سر، میں ریکویسٹ کرونگا کہ ہاؤس کے سامنے Put کردیں۔

Mr. Speaker: Okay. Is it the desire of the House that the resolution, moved by the honourable Member, may be passed? Those who are in favour of it may say 'Ayes' and those who are against may say 'Noes'.

'Ayes' والے اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں، کاؤنٹ کریں، 'Ayes' والے اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ 'Noes' والے اپنی سیٹوں پہ کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: ریزولیوشن کے حق میں بائیس (22) اور مخالفت میں پندرہ (15)۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you. The 'Ayes' have it. The resolution is passed by unanimously, sorry, by majority.

این ایف سی ایوارڈ پر عملدرآمد سے متعلق پہلی ششماہی رپورٹ (جولائی تا دسمبر 2020) کا ایوان کی میز پر رکھا جانا

Mr. Speaker: Minister for Finance, to please lay the report of the first biannual monitoring on the implementation of NFC Award, July-December, 2020, in the House.

Minister for Finance: Mr. Speaker, I want to lay the report of the first biannual monitoring on the implementation of NFC Award, July to December, 2020, in the House.

Mr. Speaker: It stands laid.

تحریک التواء نمبر 367 اور 372 پر قاعدہ 73 کے تحت بحث

Mr. Speaker: Detail discussion on identical adjournment motion No. 376 of Mir Kalam Khan and Ms. Nighat Yasmeen Orakzai.

جناب میر کلام خان: تھینک یو جناب سپیکر، میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: عنایت اللہ خان، یہ صرف دو تقریریں ہیں۔

جناب میر کلام خان: میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں، یہ اتنی اہم تحریک التواء آپ نے بحث کے لئے بھی منظور کی اور ابھی اس پہ تفصیلی بحث بھی ہوگی۔ اس کو پڑھ لوں، بحث شروع کر لوں؟

جناب سپیکر: بحث شروع کر لیں۔

جناب میر کلام خان: جناب سپیکر، یہ اس لئے ہم نے لائی ہے، اس میں لکھا گیا ہے کہ پچھلے دنوں سینیٹ کی قائمہ کمیٹی سیفران کا اس میں انکشاف ہوا ہے کہ خیبر پختونخوا کے ضم اضلاع کے۔۔۔۔۔

Mr. Speaker: Order in the House, please.

جناب میر کلام خان: ضم اضلاع کے 43ارب روپے کا ریکارڈ غائب ہے، ہماری پوری حکومت کے ساتھ اور ہمارے منسٹرز کے ساتھ 43ارب روپوں کا ریکارڈ نہیں ہے۔ اس سے بڑا لطیفہ آپ نے کہیں پہ نہیں سنا ہوگا کہ وہاں پر 43ارب روپے لگ گئے ہیں اور کسی کے پاس ریکارڈ نہیں ہے۔ اگر اس کو آپ نالائقی کہیں، اگر اس کو آپ نااہلی کہیں، اس سے اور بھی الفاظ ہیں کہ وہ استعمال کر لیں، لیکن یہ اسمبلی ہے، ہم معزز طریقے سے بات کر لیں گے۔ جناب سپیکر، قبائلی علاقے کے ساتھ جو وعدے ہوئے تھے کہ سالانہ اس کو سو(100)ارب روپے دیں گے، وہ بھی نہیں دیئے گئے، اس میں جتنے بھی پیسے دیئے گئے ہیں، اس میں بھی 43ارب روپے کا ریکارڈ غائب ہے، میں کچھ فگرز آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 43ارب روپے تو یہاں پہ غائب ہیں، دوسری طرف۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اس ایڈجرنمنٹ موشن کو کوئی منسٹر نوٹ بھی کریں کیونکہ اس کو Respond کرنا ہوگا آپ کو، This is adjournment motion سیفران کے بارے میں ہے، کوئی چوالیس پینتالیس ارب کی Embezzlement، یہ بات کر رہے ہیں۔

جناب میر کلام خان: جناب سپیکر، اس میں دوسری بات یہ ہے کہ آپریشن ضرب عضب جو شمالی وزیرستان میں ہوا تھا، اس کی متاثرین کی رقم میں 14ارب 81کروڑ کی بے قاعدگیاں ہوئی ہیں، ان کا بھی ہماری اس حکومت کے ساتھ اور ہمارے اس معزز منسٹر صاحبان کے ساتھ کسی کے پاس اس کا کوئی ریکارڈ یا کوئی جواب نہیں ہے۔ حیرانگی کی بات یہ ہے، اس میں اگر آپ دیکھ لیں تو اسی وقت کے جو آپریشن ضرب عضب شروع تھا، ڈپٹی کمشنر بنوں کے دفتر میں ایک کروڑ 48لاکھ روپے کے بسکٹ کھائے گئے ہیں، اس سے بڑا لطیفہ کیا ہو سکتا ہے اس حکومت کے لئے؟ جو پچھلی بھی پاکستان تحریک انصاف کی حکومت تھی، ابھی بھی پاکستان

تحریک انصاف کی حکومت ہے۔یہاں پہ جس نیت سے اور جن وعدوں سے فاٹا کو ضم کیا، فاٹا کو اس لئے ضم کیا کہ آپ اتنی بے دردی سے اس کے حقوق کھائیں، ان کے لئے مختص کی گئی رقم اس طرح اور اس انداز سے کھائیں؟ پچھلے دنوں کی رپورٹ ہے، چودہ محکموں نے آج کے دن تک اسی سال کے چھ مہینے گزر گئے، آدھا سال گزر گیا، چودہ محکموں نے قبائلی علاقوں میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا ہے، یہ لوگ ہمیں کیا میسج دے رہے ہیں، کوئی ہے جو ہماری یہ بات سن سکے، کوئی ہے جو ان باتوں کا جواب دے سکے؟ چودہ محکموں نے آج کے دن تک کیوں ایک پیسہ نہیں لگایا؟ وہاں پہ قبائلی علاقے کے 62 ارب 40 کروڑ روپوں میں صرف ایک ارب 88 کروڑ روپے خرچ کئے ہیں، یہ ہمیں بتائیں کہ وہاں پہ پیسے لگانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے یا یہ بتائیں کہ یہ اس حکومت کی نااہلی ہے کہ نہیں ہے؟ اگر قبائلی علاقے سے ہم نکلیں، یہاں پہ اکثر منسٹرز کہتے ہیں کہ آپ صرف قبائلی علاقے کی بات نہ کریں، اس سال کے دو سو اسی (280) اور پچھلے تین سالوں میں دو سو نواسی (289) ارب روپے Lapse ہو گئے، اس سے اور نااہلی کیا ہو سکتی ہے کہ دو سو نواسی (289) ارب روپے اس غریب صوبے کے اور اس غریب صوبے کے عوام کے Lapse ہو رہے ہیں؟ قبائلی علاقے کے لوگ اور خیبر پختونخوا کے لوگ وہ مختلف مسائل کا سامنا کر رہے ہیں، تینتالیس (43) ارب روپے ایک طرف غائب ہوتے ہیں، چودہ ارب روپے دوسری جگہ پہ غائب ہوتے ہیں لیکن قبائلی علاقے کے لوگ اور میرے حلقے کے لوگ میران شاہ بازار کے، غلام خان بازار کے، دتہ خیل بازار کے، بے گان بازار کے معاوضے آج کے دن تک نہیں ملے۔ ہم نے آج تک گلہ نہیں کیا، ہمارے گھروں کو مسمار کیا، ہمارے بازاروں کو مسمار کیا، اس کے بعد انضمام کی بات آئی، ان لوگوں کا انضمام ہوا تھا کہ وہاں پہ اربوں روپوں کا پتہ نہیں لگے گا۔ میں اپنی بات کو لمبی نہیں کرنا چاہتا ہوں، دوسرے دوستوں کو میں موقع دیتا ہوں کہ اس پہ بات کر لیں لیکن یہ صوبائی حکومت یہ مان لے، یہاں پہ فلور پہ قبائلیوں سے معافی بھی مانگ لے، یہ بھی تسلیم کریں کہ ہم نااہل ہیں، ہم اپنے فنڈ کو نہیں لگا سکتے۔ تھینک یو۔

(اس مرحلہ پر محترمہ چیئرپرسن، آسیہ اسد مسند صدارت پر متمکن ہوئیں)

محترمہ مسند نشین: تھینک یو۔ میڈم نگہت یاسمین صاحب۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: آج آپ نے صاحب کہا ہے، دیکھیں مجھے۔۔۔۔

محترمہ مسند نشین: صاحبہ۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: نہیں، میڈم سپیکر، دیکھیں، یہاں پہ مجھے کوئی مسٹر کہہ کر بلاتا ہے، کوئی صاحب کہہ کر میری Gender ہی Change کر دیں، ایسا کریں مجھے مردوں میں ڈال دیں۔ میڈم سپیکر، یہ کچھ Proofs آپ کو بھیج رہی ہوں جو کہ میرے پاس ہیں، جس موشن پہ ابھی ہم بات کر رہے ہیں، یہ کچھ Proofs ہیں، آپ اس کو دیکھ لیں، آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ کوئی ویسے ہی قصہ نہیں ہے۔ میں زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں کرونگی، میں صرف فگرز تک ہی رہونگی، فگرز میرے پاس جو ہیں، وہ یہ ہیں کہ اڑتیس (38) ارب روپے وہ 2019ء اور 2020ء کو ضم اضلاع کے لئے جو رقم مختص کی گئی تھی۔۔۔۔

ایک رکن: جناب سپیکر، کورم پورا نہیں ہے۔

محترمہ مسند نشین: کورم Point out کیا۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کس نے کیا ہے؟

سردار اورنگزیب: کورم پورا نہیں ہے۔

محترمہ مسند نشین: Count کریں جی۔

محترمہ نگہت یاسمین اورکزئی: کس نے کیا ہے؟

محترمہ مسند نشین: ایک منٹ، جب Counting ہو جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(شور)

محترمہ مسند نشین: آپ کا مائیک، Twenty six ہیں، دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

محترمہ مسند نشین: Count کریں جی۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

محترمہ مسند نشین: کورم پورا نہیں ہے، Twenty nine ہیں، پھر سے دو منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائیں جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

محترمہ مسند نشین: Count کریں۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

محترمہ مسند نشین: کورم کمپلیٹ نہیں ہے۔
The sitting is adjourned till 02:00 pm, Tuesday, 11th January, 2022. Thank you.

(اجلاس بروز منگل مورخہ 11 جنوری 2022ء بعد از دوپہر دو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)